کیسے مانوں تم میرے ہو

ام مریم

اللہ کے رنگ ہیں دیکھو ابھی کیسی تیز دھوپ اور تپش تھی سورج میں اور لمحوں میں جل تھل ہو گیا بوا پورے گھر کا بکھیڑا سمیٹتے ہوئے ابھی فارغ ہو کر ہانپتی ہوئیں برآمدے میں آ کر گویا ہوئی تھیں حیا نے گھٹنوں میں چھپایا منہ اٹھایا اور ایک نظر چھاجھوں چھاجھ برستی بارش کو دیکھا سفید ماربل کا وسیع و عریض صحن بارش کے پانی سے نکھر اور کچھ اور بھی چمک گیا تھا پتہ نہیں ممی نے اب تک کال کیوں نہیں کی ان کی طبیعت اچھی ہو۔

لال دوپٹہ اڑ گیا رے میرا ہوا کے جھونکے سے
مجھ کو پیا نے دیکھ لیا ہائے رے دھوکے سے
مانا مجھے دل دے گا وہ
مگر میری جان لے گا وہ لال دوپٹہ

اسے فکر انگیز سوچوں سے نکالنے کا باعث مغنیہ کی یہ دلکش آواز تھی جو دل کے تاروں کو چھیڑتی ہوئی محسوس ہوتی تھی۔

لال دوپٹہ اڑ گیا

''اچھا ٹریک ہے نا موسم کی مناسبت سے۔'' بینش مسکرا کر کہتی اس کی پشت سے دور کر مقابل آن بیٹھی۔

''آں ہاں۔'' اس نے بے خیالی میں جواب دیا تھا کہ دھیان تو سارا کھلے گیٹ سے اندر آتی سلور گرے سٹی کی جانب منتقل ہو گیا تھا، وائپر کی گردش ونڈ اسکرین پہ تھمی تھی اور اگلے ہی لمحے وہ اپنی سحر انگیز شخصیت سمیت دروازہ کھول کر باہر آ گیا، بلیک جینز پہ بلیک ہی کوٹ پہنے شرٹ کا گریبان کھلا اور کالر کھڑے تھے وہ اس لاپرواہ سے حلیے میں بھی بہت خاص لگ رہا تھا، حیا نے فی الفور نگاہ کا زاویہ بدل ڈالا۔

''احد بھائی، مما پکوان تل رہی ہیں پلیز فریش ہونے کے بعد ذرا ویٹ کریں میں بس ابھی لائی۔'' مضبوط تلے قدموں سمیت چلتا وہ جیسے ہی قریب آیا، بینش نے بہت لگاوٹ کا

مکمل ناول

مظاہرہ کیا
''اوہ تھینکس سویٹی بٹ اس وقت تو میں کھانا کھا کر آرہا ہوں بالکل طلب نہیں۔'' سیاہ چمکتے جوتے محض ایک پل کو اس سے کچھ فاصلے پر رکھے اور اس کا بھاری لہجہ بارش کی سرتال پہ غالب آگیا، اگلے ہی لمحے وہ آگے بڑھتا چلا گیا تھا۔

''اونہہ تمہیں کیا ضرورت تھی ایسے مغرور انسان پہ اپنا خلوص ظاہر کرنے کی نان سینس۔'' اسے ہتک سی محسوس ہوئی تھی جبھی بینش پہ چڑھ دوڑی۔

''اوہ کم آن حیا کیا ہو گیا بھئی اس قدر پچی ہو کر سوچنے کی کیا ضرورت ہے پھر وہ کیوں انکار کریں گے خواہ مخواہ وہ ایسے نہیں ہیں۔'' بینش نے نرمی سے ٹوکا تو حیا جواب میں اسے قہر بار نظروں سے دیکھتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

''اب کہاں چلیں شرفو بابا لے بھی آئیے پکوان۔'' اس کا ہاتھ پکڑ کر اس نے وہیں سے ہانک لگائی۔

''چھوڑو مجھے۔'' اس نے تنفر زدہ انداز میں کہتے جھٹکے سے ہاتھ چھڑایا۔

''خفا ہو گئیں۔'' بینش حراساں نظر آئی۔

''اور نہیں تو کیا صرف خفا نہیں ہوں گی بات بھی نہیں کروں گی اگر جو تم نے خوامخواہ اس کی حمایت لی۔'' اس نے پھنکار کر کہتے دھمکایا تو بینش ہونق سی ہو گئی۔

''کس کی حمایت لی۔'' اس نے منہ کھول کر استفسار کیا تھا، اسی احد مرتضٰی کی اس نے منہ بگاڑ کر کہا تو بینش کی آنکھیں حیرت کی زیادتی سے پھٹ سی گئیں۔

''مگر حیا وہ......''

''خبردار ایک لفظ نہیں سننا چاہتی میں اس کی تعریف میں ایک آنکھ نہیں بھاتا وہ مجھے۔'' اس نے غصے سے کہا تھا۔

''اوہ ایک آنکھ کو نہ سہی دوسری کو بھا گئے موصوف تو مشکل ہو جائے گی سہنا سو پلیز ہاتھ ہولا رکھیں۔'' مہیب جانے کب آیا تھا آنکھیں مٹکا کر بولا تو حیا نے صرف اسے گھورنے پہ اکتفا نہیں کیا بے دریغ ہاتھ گھما کر اس کے شانے پہ دے مارا تھا اس کا تو کچھ نہیں بگڑا البتہ خود ضرور کراہ کر رہ گئی تھی۔

''مجھے آپ سے ہمیشہ شکایت رہے گی پاپا کہ آپ نے میری پرواہ کیئے بغیر صرف اپنے متعلق سوچا۔'' وہ خفا خفا سی ان سے مخاطب تھی وہ ایسے ہی چپ تھے جیسے اس موضوع کے چھیڑتے ہی مجرمانہ انداز کی چپ سادھ لیا کرتے تھے اس کی خاموشی اور اداسی کو محسوس کرتے ہوئے انہوں نے غلطی یہ کی تھی کہ اس سے وجہ دریافت کر لی تھی اور جواب میں وہ تو جیسے بھری بیٹھی تھی کسی آتش فشاں لاوے کی طرح سے پھٹتی ساری بھڑاس ان پر نکال گئی، انہوں نے صبح کال کرنے کو کہا تھا مگر ابھی تک فون نہیں آیا تھا۔

''آپ خود کال کر لو اگر آپ کے سیل میں کریڈٹ نہیں تو میرا سیل یوز کر لو بیٹے۔'' انہوں نے کہنے کے ساتھ ہی کوٹ کی جیب سے سیل فون نکالنا چاہا تو حیا ٹوک گئی تھی۔

''یہ بات نہیں ہے پاپا میں تو کتنی ہی بار ٹرائی کر چکی ہوں مگر رسپانس نہیں مل رہا آج مما کا سیل آف ہے۔'' اس نے اصل وجہ بتلائی تو پاپا کچھ دیر کو سوچ میں گم ہو گئے۔

''آپ پھر ٹرائی کر و بیٹے ہو سکتا ہے۔''

''چاچو آپ یہاں ہیں میں آپ کو سارے گھر میں تلاش کر چکا۔'' تبھی وہ گرے کلر کی فائل ہاتھ میں لئے بولتا ہوا اندر آیا تھا اسے ان کے کاندھے پہ سر رکھے منہ بسورے دیکھا تو ایک پل کو ٹھٹکا۔

''آؤ احد بیٹھو کچھ کام تھا۔'' انہوں نے اپنے داہنے پہلو میں خالی جگہ کی سمت اشارہ کیا۔

''جی یہ فارن ڈیلیگیشن کی فائل ہے کچھ ڈسکشن کرنا تھی۔'' وہ حیا کے بے نیاز چہرے پہ نگاہ ڈالتا ہوا ان سے مخاطب ہوا تھا۔

''اوکے پاپا میں چلتی ہوں آپ کے پاس ابھی وقت نہیں ہے۔'' شاید وہ بھیگے گلے سمیت کہتی آہستگی سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی، اس سے پہلے کہ پاپا کچھ کہتے وہ جھپاک سے نکل بھاگی، نمکین پانی تیزی سے گالوں پہ اترا تھا جسے اس نے پونچھنے کا تکلف نہیں کیا۔

''حیا بیٹے اب کیا ارادے ہیں آپ کے کچھ سوچا۔'' وہ مما کی بڑھائی سنڈوچ کی پلیٹ کو اگنور کیے اپنے لئے چائے نکالنے لگی تھی جب پاپا نے مما کے دھواں ہوتے چہرے سے نظر چراتے ہوئے آہستگی سے اسے مخاطب کیا۔

''کیا بتاؤں پاپا اصل میں یہاں میرا دل نہیں لگ رہا ابھی کچھ فائنل نہیں ہے ہو سکتا ہے واپس چلی جاؤں۔'' وہ بہت لاپرواہی سے سلائس کا کونہ کترتی جس بے نیازی سے گویا ہوئی تھی وہ اس کے مزاج کا حصہ تھی مگر بینش کا خیال تھا کہ وہ اسی بے نیازی کے خول میں قید اکثر دوسروں سے زیادتی کر جاتی ہے اور اسے احساس تک نہیں ہوتا اور احد مرتضٰی، بینش کے خیال سے متفق تھا ابھی رات ہی تو انہوں نے بالخصوص اسے پاس بلا کر حیا کے ایڈمیشن کی بات کی تھی اور تاکید کی تھی وہ لازماً کل آتا ہوا اس کے لئے سیکنڈ ائیر کے فارمز اور پراسپیکٹس لے آئے اور اب محترمہ کے خیالات جان کر اسے جانے کیوں بہت طیش سا آیا تھا مگر کچھ کہے بنا کرسی دھکیل کر اٹھ کھڑا ہوا۔

''اوفوہ بیٹھو یار اکٹھے چلتے ہیں میری گاڑی سروس کے لئے ورکشاپ میں ہے تم مجھے ڈراپ کر دینا پاپا نے اسے جانے کو تیار دیکھ کر روکا اور مجھے ذرا اپنے کمرے میں کچھ کام ہے اماں سے

CamScanner

بھی کچھ بات کرنا ہے آپ اطمینان سے ناشتہ کر لیں۔'' وہ بھاری آواز میں کہتا پلٹ کر باہر چلا گیا۔

''پاپا کب تک آجائیں گے آپ کی گاڑی......'' اس نے جوس کا گلاس اٹھاتے ہوئے استفسار کیا۔

''ہوسکتا ہے کل یا پھر آج ہی کیوں خیریت۔'' انہوں نے بھرپور شفقت سے اسے دیکھا۔

''ہوں انیچولی مجھے لالہ کے ساتھ شاپنگ کے لئے جانا تھا۔'' وہ ایک سیپ لے کر گلاس بھی ٹیبل پر رکھ چکی تھی۔

''لالہ!'' پاپا نے الجھن بھری نظروں سے اسے دیکھا۔

''مائی فرینڈ۔'' اس نے کاندھے اچکائے تھے۔

''او کے چلے جانا اگر میری گاڑی نہ بھی آئی ہوگی تو احد کی گاڑی لے جانا میں اسے کہہ دوں گا اور ہاں بیٹے یہ چیک رکھ لو شاپنگ کے لئے ضرورت تو پڑے گی۔'' وہ اٹھ کر باہر آ گئی تھی جب پاپا اس کے پیچھے آئے تھے اور چیک بک سے نوٹیفی تھاوزینٹ کا چیک سائن کر کے اسے دیا وہ جانتی تھی ان سب کے سامنے نہ دینے کی وجہ اس کی عزت نفس کو مجروح ہونے سے بچانا ہے، وہ یکا یک ہی ان کی اعلیٰ ظرفی محبت اور رسان کی قائل ہوئی۔

''تھینکس پاپا ویسے ابھی میرے پاس خاصی رقم تھی۔'' چیک لیتے ہوئے وہ نارمل سے انداز میں بولی تھی۔

''تو کیوں ہے اب تک بیٹے، آپ کو اچھی ڈریسنگ کا شوق ہے مووِیز اور پرفیوم آپ کو پسند ہیں وہ سب خریدو اور سنیئے اپنا دل یہاں لگانے کی کوشش کرو کیونکہ پاپا آپ کو اپنی نظروں کے سامنے دیکھنا چاہتے ہیں۔'' انہوں نے اس کا سیر انداز میں کہا تو جانے کیوں اس دم اس کے اندر مچلتے لاتعداد شکوے اور تمام شکایتیں دم توڑتی ہوئی محسوس ہوئیں تھیں۔

''او کے پاپا کوشش کروں گی ورنہ سچ یہ ہے کہ یہاں دل لگانے کو کچھ بھی خاص نہیں۔'' اس نے ان کے شانے کے پار دکھائی دیتے احد مرتضیٰ کے سپاٹ چہرے پہ تیکھی نگاہ ڈال کر جیسے آخری بات اسے ہی سنائی تھی۔

''چاچو میں پورٹیکو میں آپ کا منتظر ہوں۔'' متوجہ ہوتے ہی اس کی طنز میں ڈوبی نگاہوں سے نظریں چار ہوتے ہی وہ اسی سنجیدگی سمیت کہتا لمبے ڈگ بھرتا چلا گیا وہ سر جھٹک کر رہ گئی تھی۔

اسرار احمد کی دو شادیاں گویا اس کے نزدیک ان کا جرم بن گئی تھیں پہلی شادی ان کی زہرہ خاتون سے ہوئی تھی جو اقبال احمد یعنی ان کے بڑے بھائی کی زوجہ کی اور ان کی خالہ زاد بہن تھیں بہت نفیس عادات کی منسکر المزاج عورت تھیں مناسب رشتہ نہ ملنے کی بدولت عمر کچھ زیادہ ہوگئی تھی مگر اتنی بھی نہیں اسرار احمد سے پھر بھی دو چار سال چھوٹی ہی تھیں مگر چونکہ خاندان میں بہت چھوٹی عمر میں لڑکیوں کی شادیوں کا رواج تھا تو ان کی پچیس سالہ عمر بھی ہر کسی کو بہت زیادہ محسوس ہونے لگی تھی والدہ چونکہ بہت درد مند دل رکھتیں تھیں بہن کی پریشانی کو دیکھتے ہوئے اپنے لائق فائق بیٹے کا رشتہ اس کی رضا مندی جانے بغیر ہی پیش کر دیا جسے ٹھکرانے کی کوئی وجہ نہیں تھی یوں بات ہی طے نہیں ہوئی شادی کی تاریخ بھی ٹھہرا دی گئی کہ گھر کا معاملہ تھا صلاح مشورہ لینے کون سا کہیں جانا پڑتا مگر جب والدہ نے بیٹے سے خوشی خوشی تذکرہ کیا تو اس نے تو جیسے طوفان کھڑا کر دیا۔

''مجھ سے پوچھے بغیر بالا ہی بالا سب

''کیا مطلب تجھے زہرہ پسند نہیں ملا کمی کیا ہے اس میں، خوبصورت خوب سیرت اور سب سے بڑھ کر ایم اے پاس۔'' انہوں نے اچنبھے سے اسے دیکھا تھا۔

''جو بھی ہو اماں وہ ندا تو نہیں ہو سکتی۔'' انہوں نے پھنکار کر کہا تھا۔

''یہ ندا کون ہے؟'' وہ اچھا خاصا چونکی تھیں اور کڑے تیوروں سمیت بیٹے کو گھورا۔

''دوست ہے میری ساتھ پڑھتی رہی ہے اور اب ہم اکٹھے ہی جاب کر رہے ہیں، اماں پلیز اس سلسلے کو ختم کریں کیونکہ میں ندا......''

''بس چپ ایک لفظ بھی مزید نہیں۔'' انہوں نے غصیلے انداز میں ڈانٹ کر کہا اس وقت تو اسرار چپ ہو گئے مگر بعد میں چپ نہیں رہے تھے۔

''اگر آپ زبردستی کریں گی اماں تو میں آپ کی بھانجی کی خوشیوں کی آپ کو کوئی ضمانت نہیں دے سکوں گا۔'' ان کا انداز اس قدر بے دید بے لحاظ تھا کہ اماں گم صم سی ہو کر رہ گئیں، شادی میں محض ایک مہینہ تھا اور بیٹا اتھرے گھوڑے کی طرح بدک رہا تھا نہ اگلتے بن پڑ رہی تھی نہ نگلتے شوہر تو تھا نہیں جس سے شکایت کرتیں البتہ بہو اور بیٹے کو بلا کر مسئلے کا حل مانگ لیا بہو کیا جواب دیتی۔

''خاموش ہو رہیں۔'' البتہ اقبال نے ہی کہا تھا۔

''اماں آپ خالہ سے انکار کر دیں اسرار سے میں اچھی طرح آگاہ ہوں وہ اپنا کہا پورا کرے گا اور ہمیں یہ حق بہر حال نہیں ہے کہ کسی معصوم لڑکی کی زندگی سے کھیلیں۔''

''مگر بیٹے خاندان میں بات پھیل چکی ہے۔''

''اب بعد کی رسوائی اور خرابی سے بہت بہتر ہوگا کہ آپ ابھی کی یہ معمولی خفت برداشت کر لیں۔'' بات معقول تھی کہ والدہ جان گئی تھیں اسرار ماننے والا نہیں مگر جب یہی بات والدہ نے بہن کے سامنے رکھی تو اس کا رنگ فق ہو گیا تھا۔

''ایسا غضب مت کیجئے گا آپا ان کے ابا تو مجھے جان سے مار دیں گے اور پھر میرے سسرال سے تو واقف ہیں نا آپ جینا دوبھر کر دیں گے۔''

''تو پھر کیا کروں۔'' والدہ بھی زچ ہونے لگیں۔

''اس کا ایک حل ہے آپ اسرار کو دوسری شادی کی اجازت دے دیں۔''

''کیا؟'' والدہ کے اعصاب شل ہوئے تھے۔

''تم اپنی بیٹی پہ سوتن کا عذاب مسلط کرنا چاہتی ہو۔''

''یہ اس کا نصیب ہے آپا یہ بھی ہو سکتا ہے شادی کے بعد اسرار ایسا قدم نہ اٹھائے، بہر حال اب یہ نہیں ہو سکتا کہ شادی روک دی جائے زہرہ کی عمر تو پہلے ہی بہت زیادہ ہو گئی ہے، خود سوچیں اگر یہاں سے شادی ہوتے ہوتے رہ گئی تو کون اپنائے گا اسے۔'' بات کے اختتام تک وہ رو پڑی تھیں اور والدہ بہن کی مجبوری کے سامنے بے بس ہوئیں۔

نافرمان بیٹے کے سامنے ایک بار پھر دست سوال دراز کر گئیں ان کی تجویز سن کر وہ کچھ لمحوں کو خاموش سے ہو گئے تھے۔

''پتہ نہیں ندا اس بات پہ راضی ہوتی ہے یا نہیں۔'' ان کی آنکھوں میں الجھن تیر رہی تھی مگر والدہ کو تو بے حد و حساب غصہ آیا تھا۔

''بھاڑ میں جھونک دو ایسی ندا کو، ارے ایسی زن مریدی تو ہم نے کبھی دیکھی نہ سنی ایک تمہیں ہی ایسا ہونا تھا۔'' وہ با قاعدہ کوسنوں پہ اتریں تو اسرار خائف سے ہو گئے۔

''ٹھیک ہے کچھ کرتا ہوں۔''

''اسے مت بتانا اور چپ کر کے شادی کر لو بعد میں اس نگوڑی مار کو بھی بیاہ لانا بیشک اور علیحدہ

رکھنا ایسی منحوس ماری کو۔" انہوں نے غصے سے کہا تھا اور اٹھ کر چلی گئی تھیں۔

پھر ویسا ہی ہوا تھا جیسا والدہ نے چاہا! ہرا نے پہلے ہی دن زہرہ کو اس گھر میں اس کی حیثیت اچھی طرح واضح کر دی تھی ندا سے یہ بات چھپائی گئی تھی شادی کے ٹھیک چار ماہ بعد انہوں نے ندا سے بھی شادی کر لی اور ان کے ساتھ الگ ہو گئے زہرہ، والدہ اور بڑی بہن کے ساتھ سسرال میں ہوتی تھیں شادی کو سال بیت گیا تھا مگر ان کی گود خالی تھی ترسی ہوئی ماما کی پیاس بجھانے کو وہ بھانجے کو کلیجے سے لگا لیتی احد مرتضٰی تب ساتھ آٹھ سال کا تھا اپنے والدین کی اکلوتی اور چہیتی اولاد وہ اتنا بچہ بھی نہیں تھا کہ لاڈلی خالہ کی وحشت اور تشنگی کو محسوس نہ کر پایا، غیر محسوس انداز میں سہی وہ خالہ کے قریب ہوتا چلا گیا تھا، ہفتہ ڈیڑھ ہفتہ بعد اسرار کا چکر احد ہاؤس میں لگتا تو زہرہ کی اجاڑ زندگی میں بھی بہار آ جاتی چار سال تک قسمت نے یونہی انہیں آزمایا تھا اور گزرے وقت نے جب کہ دو بچے ان کی گود میں آ چکے تھے اور وہ اب کسی حد تک اس گھر میں اپنے قدموں کو مضبوط پانے لگی تھیں جب قدرت اچانک ہی ان پر مہربان ہو گئی اسرار احمد لوٹ آئے تھے شرمسار اور نادم سے ندا نے ان کی پہلی شادی سے سمجھوتہ نہیں کیا تھا۔

محبت کی شادی بھی انہیں راس نہیں آ سکی تھی دن رات کو تو تو میں میں سے عاجز آ چکے تھے ایسے میں جب ندا نے ان سے علیحدگی کا مطالبہ کیا تو اسرار جو اس روز روز کی ٹینشن سے اکتا چکے تھے اس بندھن کو بغیر کسی صلاح مشورے کے اسی طرح چپ چاپ توڑ ڈالا جیسے اسے باندھا تھا دو سالہ حیا کو ندا نے اپنے پاس رکھ لیا تھا چونکہ وہ شروع سے ان کے قریب رہی تھی، یہی وجہ تھی کہ ان کی محبت بھی زیادہ اسی سے تھی اب جب کہ وہ اس سے دور ہوتے تو بے چین رہنے لگے، چاہتے تو ندا سے اپنی بچی کو واپس لے لیں مگر ندا اس بات سے انکاری ہو گئی۔

بچی کی جس حد تک اسے ضرورت تھی یہ اسرار اچھی طرح سمجھتے تھے مقصد انہیں بے چین رکھنا تھا جس میں وہ کامیاب رہی تھیں مالدار باپ کی بیٹی تھی بچی کو ان سے دور رکھنے کی خاطر اپنے بھائی کے پاس دوبئی شفٹ ہو گئی۔

"میں تمہیں چین نہیں لینے دوں گی اسرار یاد رکھنا محبت میں دھوکہ دے کر تم کیا سمجھتے ہو میں تمہیں سکون سے رہنے دوں گی۔" فون پہ رابطہ کرنے کے بعد وہ پھنکاری تھیں اور اس رات زہرہ نے انہیں اس قدر مضطرب دیکھا تھا وقت رکتا نہیں ہے بینش اور حسان گزرتے وقت کے ساتھ بڑے ہوتے چلے گئے تھے انیس سال کے بعد ندا نے ایک بار پھر ان سے رابطہ کیا تھا۔

"تمہاری بیٹی تم سے ملنا چاہتی ہے، اب وہ چھوٹی بچی نہیں ہے کہ میں اسے اپنے انڈر رکھوں اور وہ رہے... بس تم پہ پڑی ہے، ضدی ہٹ دھرم اور خود سر۔" ای میل پہ ان کا خط پڑھ کر وہ اپنی فیلنگ سمجھنے سے قاصر رہے تھے آیا وہ خوش ہوتے تھے یا پھر ملول خط ملنے سے ٹھیک دو ہفتے بعد وہ ان کے سامنے تھی، انہیں لگا تھا وقت بیس سال پیچھے چلا گیا ہو، ان کے سامنے حیا نہیں ندا کھڑی ہو، وہی غزالی آنکھیں ویسے ہی تراشیدہ ریشمی بال اور حیا جیسی شفاف بے داغ رنگت جس نے کبھی انہیں اپنا دیوانہ بنایا تھا، چند دن تو وہ بہت خوش رہی تھی اس کے بعد جانے کیوں وہ انہیں ناخوش اور بجھی بجھی محسوس ہونے لگی تھی اور وہ جو اتنے عرصے بعد اسے پا کر ایک بار پھر خود کو مطمئن محسوس کرنے لگے تھے صبح اس کے خیالات جان کر وحشت زدہ سے ہو گئے تھے۔

"سر ان فائلز پہ آپ کے سائن کی ضرورت ہے۔" ان کی سیکرٹری گلاس ڈور دھکیل کر آفس میں داخل ہوئی تھی۔

"ہوں رکھ دیں اور مس سونیا ابھی آپ پلیز جائیں کچھ دیر بعد آیئے گا۔" انہوں نے بے زاری سے کہا تھا، سیکرٹری سر ہلاتی واپس پلٹی تب انہوں نے ٹیبل پہ رکھا سیل فون اٹھا کر احد کا نمبر ڈائل کیا تھا تیسری بیل پہ کال ریسو کر لی گئی تھی۔

"ہیلو السلام وعلیکم! جی چاچو۔" وہ ایسا ہی تھا فرمانبردار اور سعادتمندی جب سے اقبال صاحب فوت ہوئے تھے اس نے انہیں وہی حیثیت دے ڈالی تھی خود اسرار نے بھی کبھی اسے اپنی اولاد سے کمتر نہیں سمجھا تھا۔

"وعلیکم السلام بیٹے کیا کر رہے تھے آئی مین آپریشن وغیرہ میں تو بزی نہیں تھے۔" انہوں نے نرمی سے پوچھا۔

"نو چاچو آپریشن تھیٹر میں جانے سے قبل میں سیل آف کر دیتا ہوں، آپ کہیں خیریت۔"

"ہوں آج آفس ذرا جلدی آ جانا، ایکچولی ایک بات کرنا ہے تم سے۔" وہ کچھ کہتے کہتے رکے۔

"او کے اور کچھ۔"

"نو بالکل نہیں اب تم کام کرو ملنے پہ بات کریں گے ٹیک کیئر۔" انہوں نے سلسلہ منقطع کر دیا تھا تبھی ایک بار پھر بیپ ہونے لگی، اسکرین پہ حیا کا نام چمک رہا تھا۔

"ہاں بیٹے بولو۔"

"پاپا میں آل ریڈی لیٹ ہو رہی ہوں کب آئیں گے گاڑی یا پھر میں کیب سے چلی جاؤں۔" اس کی جھنجلائی ہوئی آواز سنائی دی تھی۔

"اوہ سوری بیٹا ویری سوری میں سمجھا تھا احد نے گاڑی بھجوا دی ہو گی خیر میں کچھ کرتا ہوں۔" انہوں نے سر پہ ہاتھ مارا تھا۔

"اونہہ ایک انتہائی غیر ذمہ دار شخص پہ بھروسہ کرنے کا یہی رزلٹ سامنے آ سکتا ہے پاپا۔" وہ حلق تک کڑواہٹ گھلتی محسوس کر کے تلخی سے بولی تھی۔

"ایسی بات نہیں ہے بیٹے وہ غیر ذمہ دار نہیں ہے بس ذہن سے نکل گیا ہو گا۔" انہوں نے جی جان سے احد کی صفائی پیش کی پھر اسے تسلی دینے کے بعد فون بند کر دیا۔

ورکشاپ فون کیا تو پتہ چلا گاڑی ٹھیک ہو چکی ہے انہوں نے حسان کو کال کر کے گاڑی گھر پہنچانے کا آرڈر دیا تھا وہ بیچارا کمبائن اسٹڈی کے لئے اپنے دوست کی طرف جا رہا تھا پروگرام ملتوی کرتا باپ کے حکم کی تعمیل کے لئے دوڑا۔

"کوئی خاص بات تھی چاچو۔" سہ پہر میں احد مرتضٰی کمپیوٹر کے سامنے بیٹھا حساب کتاب میں مصروف تھا وہ ان کی پریشانی کا خیال کرتے ہوئے ہوسپٹل سے جلدی اٹھ آیا تھا۔

"آں ہاں بات تو بہت خاص ہے اس لئے تم اسے چھوڑ کر توجہ سے میری بات سنو۔" ان کے مسکرا کر کہنے پہ احد چونکے بغیر کمپیوٹر آف کرتا ہوا ریوالونگ چیئر گھما کر انہیں دیکھنے لگا جو انٹر کام پہ سیکرٹری کو ڈسٹرب نہ کیئے جانے کی تاکید کر رہے تھے۔

"دیکھو بیٹے تم ڈاکٹر بننا چاہتے تھے حالانکہ بھائی جان کی خواہش تھی کہ تم ایم بی اے کرو اور ان کا بزنس سنبھالو۔"

"جی۔" وہ باپ کے تذکرے کے ساتھ ہی یاسیت کا شکار ہوتا سر جھکا گیا۔

"تم جیسی سعادتمندی ہر ماں باپ کو ہوا کرتی ہے اپنے شوق کی تکمیل کے ساتھ جس طرح تم نے باپ کی خواہش کا بھرم رکھا اگر آج بھائی جان زندہ ہوتے تو یقیناً تم سے بہت خوش ہوتے خدا ان کی مغفرت فرمائے آمین، بیٹے تم مجھے اولاد سے بھی بڑھ کر ہو جبھی اب جب کہ تم اپنے پیروں پہ کھڑے ہو تو میں چاہتا ہوں کہ تمہاری شادی کر دی جائے چند دن پہلے بھابھی

بھی مجھ سے یہی بات کہہ رہی تھیں مگر ان کا خیال ہے کہ تم کسی ایسی لڑکی میں انوالو ہو سو فٹافٹ مجھے اس کا نام پتہ بتا دو تا کہ ہم اسے بہو بنانے کا انتظام مکمل کریں، آف کورس بھابھی سے تم شرماتے ہو گے، مگر مجھ سے نہیں بھتیجے بعد میں تم چاچو کے دوست پہلے ہو۔'' انہوں نے مخصوص قسم کی بے تکلفی سمیت کہا تو وہ ان کی بات سن کر مسکرا رہا تھا بے ساختہ ہنستا چلا گیا۔

''ارے چاچو، اماں نے یہ قیاس کیا اور آپ بھی یقین کر بیٹھے۔'' اس نے یونہی ہنسی کے دوران کہا تو اسرار جو اسے مسکرا کر دیکھ رہے تھے آخری بات پہ چونکے۔

''واٹ یو مین؟''

''سو سمپلی چاچو میں کسی ایسی لڑکی میں تو کیا کسی بھی لڑکی میں انوالو نہیں ہوں۔'' اس نے صاف صاف بات کی۔

''اوہ تو پھر تم شادی سے انکاری کیوں ہو۔'' انہوں نے اچھا خاصا الجھ کر سوال داغا تھا۔

''یونہی ابھی میں شادی کی ضرورت محسوس نہیں کرتا، یا پھر آپ یہ کہہ لیں کہ ابھی میں کچھ عرصہ اس آزادانہ زندگی کو انجوائے کرنا چاہتا ہوں۔'' اپنے مخصوص دھیمے اور بھاری لہجہ میں بات کرتا ہوا وہ انہیں مسکرانے پہ مجبور کر گیا تھا۔

''بہت گزار لی آزاد زندگی اگر تمہاری کوئی ذاتی پسند نہیں ہے تو پھر ٹھیک ہے، ہماری پسند کی لڑکی سے شادی کرلو، بھابھی نے مجھ سے حیا کے لئے بات کی تھی اگر وہ نہ بھی کہتیں احد تب بھی میرا انتخاب بھی اس کے لئے تمہارے علاوہ اور کوئی ہرگز نہیں ہوتا، مجھے خوشی ہے کہ اس طرح میری بیٹی ہمیشہ میری نگاہوں کے سامنے رہے گی۔'' اپنی دھن میں جوش سے کہتے انہیں اس کے مسکراتے چہرے پہ یکلخت گہری ہوتی سنجیدگی اور سکوت واقعی محسوس نہ ہوا یا پھر انہوں نے دانستہ اگنور کیا تھا وہ بہرحال شدید قسم کے اختلاف کے باوجود اپنی ناگواری ظاہر نہیں کر سکا۔

''احد بیٹے تم نے کوئی جواب نہیں دیا۔'' وہ سر جھکائے لب بھینچے بالکل خاموش بیٹھا تھا جب انہوں نے اسے ٹوکا اس نے نگاہ بھر کے بھرپور سنجیدگی سمیت انہیں دیکھا تھا۔

''سوری چاچو پہلی بات تو یہ کہ میں نے کبھی انہیں اس نظر سے دیکھا نہیں اور دوسری بات۔'' وہ لمحہ بھر کو رکا اور ان کے متغیر چہرے پہ نگاہ ڈالتے ہی لحاظ اور مروت بھی جیسے آڑے آ گئی تھی۔

''چاچو پلیز مجھے کچھ وقت دیں پلیز۔''

''اوہ وائے ناٹ مائی سن لے لو وقت اور اچھی طرح سوچ لو مگر بیٹے میں جواب میں ہاں سننا چاہتا ہوں یہ حکم نہیں التجا ہے پلیز۔'' ان کی آنکھوں کی سطح پہ پھیلتی نمی سے نگاہ کو جکڑتا محسوس کر کے وہ نا چاہتے ہوئے بھی سر ہلا کر اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ پہ رکھ گیا۔

''پاپا کہاں ہیں۔'' اسرار احمد ابھی کچھ دیر قبل ہی اٹھ کر گئے تھے ان کی جگہ پہ احد مرتضیٰ موجود تھا اور اس وقت سیکرٹری سے بہت اہم فائل کو ڈسکس کر رہا تھا جب گلاس ڈور دھکیل کر وہ مالکانہ استحقاق سمیت اندر آئی تھی اور اسے سامنے پا کے پتھر مارنے والے انداز میں بولی

''آفس میں نہیں ہیں یہی تو پوچھ رہی ہوں کہ کہاں ہیں۔'' وہ اسے گھور کر بولی تھی، احد نے اس کے اس گستاخانہ انداز کو دیکھا تھا اور دانت بھینچ لئے تھے۔

''مس سونیا آپ اپنی سیٹ پہ جائیں میں کچھ دیر بعد میں آپ کو بلواتا ہوں۔''

''او کے سر۔'' سونیا جو بہت گہری نگاہوں سمیت حیا کا جائزہ لے رہی تھی مودب سی ہو کر کہتی اٹھ کر چلی گئی۔

''اگر آپ کو چاچو سے کچھ کام تھا تب بھی انہیں گھر تو بہرحال آنا ہی تھا۔'' اسے وہاں دیکھ کر جو ناگواری اسے محسوس ہوئی تھی اسے لہجے میں سموتا ہوا وہ بہت سرد سے لہجے میں بولا تھا۔

''میں اپنی مرضی کی مالک ہوں آپ کو میرے معاملات میں مداخلت کرنے کی ضرورت نہیں، وہ جو پوچھا ہے اس کا جواب دیں۔'' اس کا انداز ایسا تھا کہ احد کو اندتا اشتعال دبانے کی خاطر لب بھینچنا پڑے تھے۔

وائیٹ پھولدار اسکرٹ پہ کھلتے ہوئے سرخ کلر کے مختصر بلاؤز میں لاپرواہی سے گلے میں ڈالا گیا اسکارف اور ہاف سلیوز سے جھانکتی اس کی مرمریں دودھیا کلائیاں جن کے گداز اور ملائمت میں نگاہ کیچڑے کی مانند پھیلتی جاتی تھی اس کا مارے کوفت کے برا حال ہو گیا۔

''گھر میں تو آپ کو کسی کا لحاظ نہیں ہے کم از کم باہر نکلتے وقت تو ڈھنگ کی ڈریسنگ کر لیا کریں۔'' پیشانی پہ ناگواری کے بل لئے وہ اسے دیکھے بغیر سلگتے ہوئے لہجے میں گویا ہوا تھا۔

''اوہ شٹ اپ تم کون ہوتے ہو مجھے یہ بتانے والے کہ مجھے کس قسم کی ڈریسنگ کرنی چاہیے۔'' وہ تو غصے میں آوٹ ہوتی اس پہ الٹ پڑی تھی۔

''مجھے ایسا کوئی شوق نہیں چرایا میں تو چاچو کی وجہ سے کہہ رہا تھا، ہماری فیملی کی کوئی خاتون آج تک آفس میں ہمارے پیچھے نہیں آئی۔'' اس نے جیسے اس پہ بہت کچھ ایک ساتھ ہی جتایا تھا۔

''اپنی فیملی میں مجھے کب سے شامل کرنا شروع کر دیا۔'' وہ تمسخرانہ لہجے میں پھنکاری تھی اس سے قبل کہ احد جواب میں کوئی سخت بات کہتا اسرار احمد اپنے دھیان میں تیزی سے اندر آئے تھے ان دونوں کو یوں آمنے سامنے پا کر ٹھٹکے مگر اگلے ہی لمحے جانے کیوں ان کی آنکھیں چمک اٹھی تھیں۔

''اوہ حیا مائی چائلڈ آپ یہاں۔''

''پاپا کہاں چلے گئے تھے آپ۔'' وہ تیزی سے اٹھ کر ان کے پہلو میں آ کھڑی ہوئی۔

''یہیں تھا خیریت میری بیٹی آج یہاں آفس میں کیسے۔'' انہوں نے پیار سے کہتے اس کا سر سہلایا تھا اور احد کو جو کچھ اور ہی توقع تھی ٹھنڈا سانس بھر کے رہ گیا ان کی اس درجہ پذیرائی پر۔

''پاپا کیا آپ کو میرا یہاں آنا اچھا نہیں لگا۔'' اس نے ٹھنک کر کہا تھا۔

''ارے یہ کیسے سوچا پاپا کی جان۔'' وہ چونکے۔

''پاپا کو اتنا اچھا لگا کہ خیر چھوڑیں یہ بتائیں کیا لو گی۔''

''تھنگ پاپا لالہ نے مجھے جوائن نہیں کیا میں نے سوچا آپ کو ساتھ لے جاؤں۔'' احد مرتضیٰ کے چہرے پہ تمسخرانہ نگاہ ڈالی وہ لاڈ بھرے انداز میں بولی تھی۔

''مم...... میں ارے بیٹے میں آپ بوڑھے پاپا کی کمپنی میں بور ہو جاؤ گی ایسا کرو احد کے ساتھ چلی جاؤ۔''

''اوہ نو پاپا پلیز اس سے بہتر ہے آپ ایک گھنٹہ مجھے واش روم میں بند کر دیں یہ سزا بدرجہ جہاں بہتر ہو گی۔'' ان کی بورنگ اور فضول کمپنی سے اس نے بغیر لگی لپٹی رکھے مچل کر کہا تھا، احد کے ساتھ ساتھ اسرار بھی خفیف سے ہو گئے۔

''اوہ یہ کیا مذاق ہے بیٹے۔'' وہ بھتیجے کے چہرے کی خطرناک سنجیدگی سے گھبرائے۔

''مذاق نہیں پاپا میں حقیقت بیان کر رہی ہوں۔'' اب کے اس کے لہجے میں تلخی تھی اسرار احمد نے قدرے چونک کر اسے دیکھا تھا۔

''دس از ٹو مچ حیا بی ہیو یور سیلف۔'' احد مرتضیٰ جیسے ہی آفس کا دروازہ کھول کر باہر نکلا انہوں نے ڈپٹنے کے انداز میں کہا تھا۔

''پاپا آپ اس فضول آدمی کی وجہ سے مجھے ڈانٹ رہے ہیں۔'' وہ اگلے ہی لمحے آنکھوں میں

CamScanner

موٹے موٹے آنسو بھر لائی۔

''بیٹے وہ بہت بڑا ہے آپ سے انہیں سمجھ نہیں آئی اسے آخر کس طرح سمجھائیں۔'' تو زچ ہو گئے مگر وہ الٹا ان سے خفا ہو گئی تھی۔

''جو مجھے اچھا نہیں لگتا اس سے میں اسی طرح بات کروں گی۔'' ان کے منانے پہ احسان جتا کر راضی ہونے کے سگنل اس نے یہ اعلان کر کے دیا تو اسرار اس آخری بات پہ گم صم ہو گئے۔

اسے احد مرتضٰی سے کیوں چڑ تھی تو اس کی وجہ ڈھونڈنے کی ضرورت نہیں تھی ائیر پورٹ سے اسے ریسو کرنے وہیں آیا تھا، بہت روکھے پھیکے سے انداز میں اپنا تعارف کروا کر وہ اسے اپنے ساتھ چلنے کا کہتا جھک کر اس کا بیگ اور سوٹ اٹھانے لگا تھا۔

''اوہ تو تم ہو پاپا کے بھتیجے یعنی بڑی اماں کے سپوت۔'' اس نے نفرت سے ہونٹ سکوڑ کر کہا تھا۔

''چلیں شکر ہے آپ مجھے جانتی ہیں ورنہ میں تو سمجھا تھا کہ آپ مجھے پہچاننے سے ہی انکار کر دیں گی۔'' اس نے پتہ نہیں طنز کیا تھا یا واقعی شکر کا اظہار، وہ سمجھ نہیں سکی اسے غور کرنے کی ضرورت بھی نہیں تھی البتہ اس بات پہ سلگ ضرور گئی تھی۔

''انسان زندگی بھر جن لوگوں کو یاد رکھتا ہے بھولنے سے قاصر رہتا ہے ایسے لوگوں کی دو قسمیں ہیں مسٹر ایک قسم وہ ہے جو اسے انسان محبت کرتا ہے دوسری وہ جن سے انسان نفرت کرے آپ کا شمار دوسری قسم میں ہوتا ہے اس لئے کہ تم اس عورت کی اولاد ہو جس کی بہن نے میری مما کی زندگی میں زہر گھولا۔'' جواب جتنا تفصیلی تھا اس قدر زہر خند اور حقارت زدہ، احد مرتضٰی نے قدرے چونک کر بغور اس کے صبیح نفرت زدہ چہرے کو دیکھا اور اگلے ہی لمحے عجیب سے انداز میں ہنس پڑا تھا۔

''اتنا جذباتی مت ہوں مادام اور نفرتیں پالنے کی بھی ضرورت نہیں آپ کا جو بھی تعلق ہے وہ چاچو سے ہے اور ان تک ہی محدود رہے گا مجھے نہ آپ سے غرض ہے نہ آپ کی نفرت سے پھر یہ سب مجھے اتنی تفصیل سے بتانے کی کیا ضرورت ہے۔'' وہ غصے میں آیا تھا نہ ہی کنٹرول کھویا تھا بہت پرسکون رہ کر اس کی ذات کے پرخچے اڑا دیئے تھے اس کا یہی پرسکون انداز اسے آتش فشاں بنانے کو کافی ثابت ہوا تھا۔

''تم زبان سنبھال کر بات کرو۔'' وہ اسے زور سے دکھا دیتے ہوئے اس وحشت سے چلائی تھی کہ اپنی ہی سماعتیں بے کار ہوتی محسوس ہوئی تھیں۔

''شٹ اپ کیوں چلا رہی ہیں دوسروں پہ حملہ کرتے ہوئے جوابی کارروائی کے لئے بھی خود کو تیار رکھیں، ابھی میں چاچو کی وجہ سے آپ کا لحاظ کر رہا ہوں لیکن اگر آپ نے آئندہ میری اماں کے متعلق کوئی بات کی تو میں بھول جاؤں گا کہ آپ کا چاچو سے کوئی تعلق ہے۔'' اس کے لہجے میں جو تپش تھی اور نگاہوں میں جو سرد سی پھنکار تھی اس نے اندر ہی اندر اس جیسی منہ پھٹ اور خود سر لڑکی کو بھی خائف سا کر دیا تھا اور وقتی طور پہ چپ سادھ لی مگر اس وقت کا تنفر اور بغض وہ جب بھی موقع ملتا اس پہ بے دریغ اتار ڈالی تھی، صرف وہی نہیں احد مرتضٰی بھی اس سے ناک تک بے زار تھا، ایسے میں اگر حیا کو خبر ہو جاتی کہ اس کے پاپا اس کی زندگی کے اہم فیصلے میں اس ناپسندیدہ شخص کو کس درجے پر فائز کر رہے ہیں تو یقیناً ایک طوفان اٹھا دیتی۔

اسے وہاں آئے ایک مہینہ ہونے کو آیا تھا اس عرصے میں وہ اسرار احمد کے بعد اگر کسی کو قبول کر پائی تھی تو وہ حسان اور بینش تھے حسان ایک سال بڑا جب کہ بینش تو اسی کی ہم عمر تھی خون کا رشتہ تھا یا پھر وہ دونوں تھے ہی بے تکلف اور اپنائیت سے ملنے والے کہ چند دنوں میں ہی اس کی بے نیازی نخوت اور لئے دیئے رہنے کے باوجود اسے خود ہی گھلنے ملنے پہ مجبور کر گئے تھے، مما پہ تو اسے خاص بیر تھا ان کی وجہ سے ہی احد مرتضٰی اور اماں بھی زیر عتاب آ چکے تھے اماں چونکہ بیمار تھیں اس کے باوجود بالخصوص اپنے کمرے سے نکل کر اسے ملنے آئی تھیں اور بہت محبت و اپنائیت کا مظاہرہ کیا تھا جو سراسر اسے ڈپلومیسی ہی محسوس ہوا، مما اس کی بے اعتنائی اور سرد رویئے کے باوجود اپنی فطرت سے مجبور ہو کر ہر بار پیش رفت کرتی اور اس سے کے پر نخوت انداز پہ بد دل ہوئے بغیر درگزر کر جاتیں مگر احد مرتضٰی یہ سب دیکھتے ہوئے برداشت نہیں کر پایا تھا یہی وجہ تھی کہ اسے جب بھی موقع ملتا تھا اگلے پچھلے تمام حساب بے باک کرنے میں ایک لمحے کی تاخیر نہیں کرتا حیا کے نزدیک اب سب سے ناپسندیدہ شخصیت اس کی تھی۔

''حسان آج تم مجھے لائبریری لے جا رہے ہو مجھے کچھ بکس ایشو کروانا ہیں۔'' احد مرتضٰی خلاف معمول گھر پہ تھا اور بہت فرصت بھرے انداز میں برآمدے میں رکھی چیئر پہ ٹانگ پہ ٹانگ جمائے کسی کتاب کے مطالعے میں مگن تھا۔

''کتابوں کے لئے لائبریری میں خوار ہونے کی کیا ضرورت ہے سسٹر، احد بھائی نے اپنے کمرے کو ہی لائبریری بنا رکھا ہے ان کا ذوق بہت شاندار ہے وہاں دیکھ لینا ہر قسم کی کلیکشن ہے ان کے پاس۔'' حسان فالسے کی پلیٹ سے نرم دانے چن کر پھانکتے ہوئے اس کی معلومات میں اضافہ کرنے لگا۔

''تم سے مشورہ نہیں مانگا میں نے چلنا ہوگا تو ٹھیک ہے ورنہ میں خود بھی جا سکتا ہوں۔'' اس کا اکھڑا ہوا انداز اس قدر خودسری اور بدتمیزی لئے تھا کہ احد مرتضٰی نے ناچاہتے ہوئے بھی نظر اٹھا کر اسے دیکھا تھا لائٹ پرپل شلوار سوٹ پہ لاپرواہی سے دوپٹہ کاندھے پہ ڈالے وہ اپنے ترشے ہوئے دلکش پیکر سمیت فریش مکھڑے پہ تناؤ لئے ہونے کے باوجود بہت اٹریکشن رکھتی تھی اپنے اندر مگر اس کے لئے نہیں اسے ایک پل کے لئے چاچو کی خود غرضانہ سوچ پہ تاؤ آیا تھا، محض اپنی خواہش کی تکمیل کی خاطر وہ اس کی زندگی سے کھیلنے جا رہے تھے ہرگز نہیں میں انکار کر دوں گا اس نے تنفر سے سوچا اور ایک بار پھر کتاب کی سمت متوجہ ہو گیا وہ کب کی وہاں سے جا چکی تھی۔

اس کی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے اسرار احمد نے اس کی برتھ ڈے کے موقع پہ گاڑی گفٹ کی تھی وہ تو برتھ ڈے پارٹی بھی بہت اعلیٰ پیمانے پہ ارینج کرنا چاہتے تھے مگر حیا نے خود ہی انہیں ایسا کرنے سے روک دیا تھا جانے کیوں وہ اتنے بہت سارے لوگوں کے سامنے اس تعارف سے گھبرا گئی تھی کہ وہ ان کی دوسری بیوی کی اولاد تھی وہ بیوی جسے انہوں نے طلاق دی تھی یا جو انہیں چھوڑ کر چلی گئی تھی یہ سب اس کے لئے بہت تکلیف دہ تھا وہ پاپا کو اپنی تمام اولادوں سے بڑھ کر عزیز ہے یہ بات وہ خود بھی اچھی طرح سے جان گئی تھی، رہے پاپا جنہوں نے حسان کو ابھی تک بائیک بھی لے کر نہیں دی تھی اور اسے کہے بغیر گاڑی دلا دی تھی اسے یہ امتیاز جانے کیوں خوش نہیں کر پایا تھا اس کے اندر برسوں کی تشنگی تھی برسوں کی پیاس تھی جو لمحوں گھنٹوں یا دنوں میں مٹنے والی نہیں تھی اسے یہ توجہ اور محبت اچھی لگتی تھی۔

''مگر اس امتیاز کے ساتھ نہیں پاپا آپ نے بینش اور حسان کو ایسا گفٹ کیوں نہیں دیا۔'' اس کے اس غیر متوقع سوال پہ اسرار احمد گڑبڑا گئے

CamScanner

تھے۔

''بینش تو ڈرائیو نہیں کر سکتی اور پھر اسے شوق بھی نہیں البتہ حسان کو میں ضرور آئندہ سال گاڑی لے دوں گا۔'' خاصی دیر بعد خود کو سنبھال کر انہوں نے رسانیت سے کہا تھا اور وہ مزید کچھ نہیں بولی تھی البتہ حسان نے ضرور اس کا بعد میں شکریہ ادا کیا تھا۔

''بنڈل آف تھینکس ڈیئر سسٹر ورنہ شاید میں یہ جرات تو کبھی نہ کر پاتا۔'' وہ واقعی مشکور تھا مگر حیا عجیب سے احساسات میں گھر گئی تھی پاپا بیویوں سے امتیازی سلوک کے بعد اب اولاد میں بھی وہی غیر سلوکی کے مرتکب ہو رہے تھے مما نے جو کچھ اسے بتایا تھا وہ اس کی حساسیت کی وجہ سے گویا اس کے دل پہ نقش ہو چکا تھا جو بدسلوکی انہوں نے مما سے کی تھی کیا اب وہ اس کا ازالہ کرنے کی غرض سے لاڈلی بیوی کے بچوں کو اس کے سامنے اگنور کر کے اپنی مجرمانہ کیفیت سے خود کو نکالنا چاہتے تھے یا پھر وہ جتنا سوچتی اسی قدر الجھ رہی تھی اس نے گاڑی کی چابی بھی بے دلی سے لا کر سائیڈ ٹیبل پہ ڈال دی تھی اس سے بڑھ کر بینش اور حسان پر جوش ہو رہے تھے۔

''ہم ٹریٹ لے رہے ہیں تم سے وہ بھی فائیو اسٹار ہوٹل میں آخر کو تم انیس سال کی عمر میں ہی گاڑی کی مالک بن چکی ہو۔'' حسان نے اسے چھیڑا تھا۔

''شیور وائے ناٹ لیکن پلیز ابھی نہیں پھر کسی وقت۔'' وہ اندر سے رنجیدہ تھی یہی تھکن اسے پژمردہ کر رہی تھی۔

''او کے ڈن تم نے گفٹس نہیں دیکھے۔'' بینش کی نگاہ بیڈ پہ ڈھیر گفٹس پیک پہ گئیں تو حیرانگی سے بولی۔

''نہیں ابھی موڈ نہیں ہے۔'' وہ بالوں کو کیچر میں جکڑتے ہوئے بے دلی سے گویا ہوئی تھی۔

''اماں اور مما کا گفٹ تو ضرور کھول لو دیکھیں تو کیا سرپرائز ہے۔'' بینش کا اشتیاق اس کی بےزاری کو پا کر بھی ختم نہیں ہوا تھا۔

''ویل تم دیکھ لو پلیز۔'' اس نے نخوت سے کہا تھا تب بینش سمجھے بغیر گفٹس کھولنے لگی تھی۔

''ارے احد بھائی نے تمہیں کچھ بھی نہیں دیا حیرت ہے ورنہ وہ گفٹ دینے کے معاملے میں تو بہت دیالو ہیں۔'' بینش نے کچھ یاد آنے پہ اچانک کہا پھر اس کے چہرے پہ اڈتے تناؤ اور درشتگی کو دیکھتے ہوئے گڑبڑا کر بولی تھی۔

''ہو سکتا ہے انہیں تمہاری برتھ ڈے کا بھول گیا ہو بعد میں دے دیں گے۔''

''مجھے اس سے کچھ نہیں چاہیے۔'' اس نے نتھنے پھلا کر کہا اور اٹھ کر واش روم میں بند ہو گئی حسان اور بینش ایک دوسرے کو دیکھ کر رہ گئے تھے۔

وہ اتوار کا دن تھا اسرار احمد کو کسی خاندانی تقریب میں شرکت کرنا تھی وہ دس گیارہ بجے مما کے ساتھ جا چکے تھے اب گھر میں بڑی اماں اور وہ تینوں تھے ملازموں کے ہمراہ جب کہ بینش اور حسان صبح سے ہی اس کے پیچھے پڑے تھے کہ آج انہیں ہر صورت اس سے کسی اچھے ریسٹورنٹ میں ٹریٹ لینا تھی۔

''ہر صورت نہیں انشا اللہ کہو یہ انداز اللہ کو پسند نہیں۔'' بینش نے ٹوکا تھا۔

''ہاں ہاں انشا اللہ چلو بھئی حیا تیاری پکڑو۔'' حسان نے باقاعدہ اس کا ہاتھ پکڑ کر واش روم میں دھکیلا۔

''ارے کپڑے تو لینے دو مجھے۔'' وہ دہائی دیتی رہ گئی مگر اس نے ایک نہیں سنی اور دروازہ بند کر دیا جس وقت وہ بینش کے مشورے سے اس کے لئے ڈریس نکال رہا تھا دونوں ہی واش روم سے برآمد ہونے والی اس کی دلخراش چیخ پہ بوکھلا کر اس سمت بھاگے تھے۔

''حیا کیا ہوا دروازہ تو کھولو۔'' اس کی سسکیوں اور کراہوں پہ بینش کی تو جان نکلی جا رہی تھی حسان ایک الگ گھبرایا ہوا سا تھا بڑی مشکلوں سے پانی اور پسینے میں بھیگی حیا کو باہر نکال کر وہ سہارا دے کر بیڈ تک لائے تھے۔

''ہوا کیا تھا۔'' بینش نے اس کے آنسوؤں سے جل تھل ہوتے صبیح چہرے کو اپنے آنچل سے پونچھا۔

''چھپکلی تھی چھت پہ میں ڈر کر باہر آنے کو بھاگی تو پیر پھسل گیا۔'' اس نے جھرجھری سی لے کر تمام واقعہ سنایا۔

''اوہ پھر۔'' حسان نے مسکراہٹ دبا کر ہمدردی ظاہر کی۔

''یہ دیکھو۔'' اس نے دھیرے دھیرے کپکپاتا سفید ہاتھ سامنے کیا جس پر خراشوں کے ساتھ سوزش پیدا ہوتی نظر آ رہی تھی۔

''بہت درد ہو رہی ہے۔'' بینش کے آہستگی سے چھونے پہ اس نے تڑپ کر پیچھے کرتے ہوئے بہت درد بھلے انداز میں اطلاع دی۔

''مائی گاڈ کہیں فریکچر نہ ہو گیا ہو۔'' بینش نے تشویش ظاہر کی۔

''اب کیا کریں پاپا گھر پہ ہیں نہ احد بھائی۔'' بینش روہانسی ہوئی تھی۔

''احد بھائی کو بلاتا ہوں، ڈونٹ وری آئی تھینک فریکچر نہیں ہوا بس چوٹ لگی ہے خیر دیکھتے ہیں۔'' بینش کے مقابلے میں اس نے حواس سلامت رکھے تھے جب کہ حیا کی ساری توجہ بینش کی جانب تھی جو اس کے ہاتھ پہ ٹاول لپیٹ رہی تھی کہ پنکھے کی ہوا سے درد اس کے لئے ناقابل برداشت ہوتا جا رہا تھا جس وقت احد نے اس کے بیڈ روم میں قدم رکھا وہ چہرے پہ تکلیف کے آثار لئے بیڈ پہ تکیوں کے سہارے نیم دراز تھی جب کہ بینش اس کے سرہانے بیٹھیں اس سے بھی بڑھ کر پریشان نظر آ رہی تھی۔

''کیا ہوا ہے کیسے چوٹ لگی اسے۔'' دیکھتا ہوا وہ بینش سے مخاطب ہوا تھا۔

''واش روم میں پھسلی ہے۔'' بینش نے منمنا کر کہا۔

''پاؤں پہ چوٹ لگی ہے۔'' وہ ابھی بھی بینش سے ہی استفسار کر رہا تھا، حسان بالکل خاموشی ایک سائیڈ پہ کھڑا تھا۔

''نہیں بھائی ہاتھ پہ یہ دیکھیں اسے بہت پین ہو رہی تھی تو میں نے......'' بینش نے کہتے ہوئے اس کے ہاتھ سے تولیہ اتارنا چاہا مگر وہ بے اختیار کراہ کر یکلخت سیدھی ہوئیں تھی اور ہاتھ احتیاط سے گود میں رکھ لیا احد نے بہت خاموشی سے اس کی دلکش آنکھوں میں پھیلتی نمی کو دیکھا تھا۔

''ہاتھ سامنے کریں ایمرجنسی میں بلوایا ہے فارغ نہیں تھا کہ یہ نخرے برداشت کروں۔'' اس نے لگی لپٹی رکھے بغیر جس طرح لتاڑ کے رکھا تھا وہ حیا کو شعلہ جوالہ بنانے کو کافی ثابت ہوا تھا۔

''تو کسی نے منت کی تھی ہاتھ جوڑ کر کہ یوں اہم کام چھوڑ کر بھاگے چلے آئیں شہر میں ڈاکٹر کی کمی نہیں ہے۔'' اس درجہ بے لحاظی پہ وہ بری طرح سے پیچ و تاب کھاتے ہوئے اس سے بڑھ کر تلخی و نخوست سے ہونٹ سکوڑ کر بولی تھی۔

''ہاں اس کے باوجود مجھ آنا پڑا تو وجہ آپ نہیں میرے آپ سے وابستہ رشتے ہیں جن کی وجہ سے میں مجبور ہوا ہوں ہاتھ دیں، مجھے چیک کرنے دیں، ہڈی وڈی تو نہیں ٹوٹی۔'' اب کے لہجے کی گھن گرج میں قدرے کمی واقع ہوئی تھی مگر انداز ہنوز تنفر زدہ تھا۔

''باقاعدگی ہوش و حواس لو میں کبھی ایسا نہ کروں چاہے یہ درد مجھے موت کے قریب کیوں نہ کر دے۔'' اس نے جواب میں ایک ایک لفظ چبا کر ادا کیا تو احد کے چہرے پہ موجود تلخی

CamScanner

اشتعال میں ڈھلتے دیکھ کر حسان جو خاموشی تماشائی بنا کھڑا تھا مزید چپ نہ رہ سکا اور اس نازک پچوئشن میں بہت لطیف سے انداز میں اپنے الفاظ سے پھلجڑی چھوڑی تھی۔

''اوہ کم آن حیا، بھائی عمر بھر کے لئے یہ ہاتھ تھوڑا ہی مانگ رہے ہیں جو تم اینٹھ گئی ہو، ریلیکس بے بی وہ صرف میڈیکل چیک اپ کرنا چاہ رہے ہیں اینڈ دیٹ سِک۔'' اس نے بظاہر مسکرا کر کہی گئی بات بہت سنگین ثابت ہوئی تھی حیا کی پیشانی سلگنے لگی تھی جب کہ احد مرتضٰی کا چہرا سپاٹ ہی رہا تھا اس نے اس لفظی چھیڑ چھاڑ سے بھی کوئی تاثر نہ دے کر گویا حسان کے الفاظ کی تائید کر ڈالی تھی۔

''بکو مت اور دفع ہو جاؤ یہاں سے کچھ نہیں ہوا مجھے۔'' وہ اگلے ہی لمحے آگ بگولہ ہوتے غرانے کے انداز میں بولی تھی، حسان تو کھسیا کر سر کھجانے لگا تھا جب کہ احد مرتضٰی نے کوئی رسپانس ظاہر کیے بغیر ذرا سا جھکتے ہوئے کمال جراًت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کی گود میں دھرا ہاتھ اپنی گرفت میں لیتے ہی الٹ پلٹ کر بغور معائنہ کیا تھا وہ اس کی ہمت پہ ششدر محض پوری آنکھیں وا کیے اسے دیکھتی رہ گئی تھی۔

''اُف آہ اوہ۔'' اس کے سخت دباؤ کو محسوس کرتے ہی وہ بلبلا سی گئی تھی۔

''چھوڑو جنگلی نہ ہو تو۔'' وہ تڑپ ہی تو گئی تھی احد مرتضٰی نے آہستگی سے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا تھا۔

''فریکچر ہوتا ہوتا رہ گیا ہے گوشت کے ساتھ ہڈی بھی متاثر ہوئی ہے اینی ویز احتیاط لازم ہے حسان تم میرے ساتھ آؤ میڈیسن لکھ دیتا ہوں وہ لے آؤ پین کلرز ابھی کھلا دینا اس کے علاوہ جو جل ہوا اس کا نرمی سے مساج کر دینا۔'' پہلے وہ حسان سے مخاطب ہوا تھا پھر بینش سے اور پھر سب سے آخیر میں ذرا سے توقف کے بعد اس سے وہ جو بہت دھیان سے اسے سنتی لاشعوری طور پہ ہی اس کی سمت متوجہ ہو گئی تھی جانے کیوں اس پل اس سے نظریں چرا گئی۔

''دوسرے ہاتھ کی مدد سے اس کی ایکسر سائز کرتی رہیے یہ ضروری ہے۔'' بات کے اختتام پہ وہ حسان کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتا باہر نکل گیا تھا جب کہ وہ گود میں رکھے ہاتھ کی پشت پہ موجود اس کی آہنی گرفت کے لمس کو محسوس کرتی جیسے نئے سرے سے شعلوں میں گھرنے لگی تھی۔

پھر جب تک وہ مکمل طور پہ ٹھیک نہیں ہوئی تھی پاپا پریشان جب کہ حسان اور بینش کے منہ لٹکے رہے تھے۔

''آج تم لوگ تیار رہنا ٹریٹ کے ساتھ لانگ ڈرائیو کی عیاشی بھی میری طرف سے ہے۔'' جیسے ہی احد مرتضٰی نے اسے مکمل طور پہ فٹ قرار دیا وہ اس روز حسان کو یہ خوشخبری سنانے بھاگی تھی احد مرتضٰی نے پہلے دن کے چیک اپ کے بعد نہ تو دوبارہ اسے چیک کیا تھا نہ مزید کوئی دوا لکھ کے دی یہاں تک کہ انسانیت کے ناطے خیریت تک دریافت نہیں کی حالانکہ وہ شعوری یا لاشعوری طور پہ منتظر بھی رہی تھی۔

''احد بیٹے ہماری بیٹی کی پرہیز کب تک ہے۔'' صبح ناشتے کی ٹیبل پہ پاپا نے خود اس کے آگے چائے کا کپ بنا کر رکھتے ہوئے احد سے پوچھ لیا تھا کہ اس کے چہرے سے ٹپکتی بےزاری کو دیکھتے اس نے ایک نگاہ اس کے ہاتھ پہ ڈالی تھی۔

''تین چار دن تک ہی کی احتیاط تھی۔''

''واٹ۔'' وہ چیخی۔

''پہلے کیوں نہیں بتایا۔'' وہ اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورتی ہوئی غرائی۔

''مم...... میں سمجھا نہیں۔'' وہ اچھا خاصا گڑبڑا گیا تھا۔

''یوں گرفت کیے جانے پہ تین چار دن کل پارسوں ہو چکے میں شکل سے آپ کو اتنی ہی احمق نظر آئی ہوں کہ۔'' احد نے دانت پیس کر خود پہ کنٹرول کیا تھا اور آہستگی و شائستگی سمیت بہت ٹھہرے ہوئے لہجے میں بولا تھا۔

''دیکھیے محترمہ اس میں بھی میرا نہیں آپ کا قصور ہے ڈاکٹر کا کام نہیں کہ پیشنٹ کو بار بار بریفنگ دیتا پھرے یہ پیشنٹ کی ذمہ داری ہے کہ وہ ڈاکٹر کی بات کو دھیان سے سنے اور عمل کرے آپ کی توجہ کہاں تھی تب۔'' خشک سے انداز میں صاف صاف اس کی انسلٹ کی گئی تھی وہ دانت کچکچا کر رہ گئی جب کہ وہ اٹھ کر جا چکا تھا۔

''بھائی کے ساتھ تمہارا کیا جھگڑا ہے آخر۔'' بینش جو پتہ نہیں کیسے ہنسی کنٹرول کیے بیٹھی تھی اس کے کان میں گھس کر کھلکھلائی تو اس نے کچا چبا جانے والی نظروں سے بینش کو گھورا تھا۔

''دھیان سے بھئی اب نہ کہیں گر گرا جانا آج تو بھائی بھی شہر میں نہیں۔'' جس پل وہ تیار ہو کر رنگ انگلی کے گرد گھماتی بینش کے ہمراہ ہنستی ہوئی پورٹیکو کی سمت جا رہی تھی حسان نے یونہی چھیڑ دیا تھا اور گویا اپنی شامت بلوائی تھی وہ تو اس کے گلے پڑ گئی تھی۔

''شٹ یور ماؤتھ اس ایک شخص کا نام نہیں لینا میرے سامنے۔''

''اوہ ہو اوکے باس تو مادام جان بخش دیں پلیز۔'' حسان کو واقعی جان چھڑانے کو ہاتھ پیر جوڑنے پڑے بینش البتہ اپنی مسکراہٹ چھپا گئی تھی۔

بینش کی منگنی کا ہنگامہ بالکل اچانک ہی اٹھ کھڑا ہوا تھا بات تو پچھلے ایک ڈیڑھ ماہ سے چل رہی تھی مگر چونکہ پاپا لڑکے کے متعلق چھان بین کروانے میں مصروف تھے اب تسلی پوری کرنے کے بعد ہاں کی تو ان لوگوں نے رسم کی خواہش ظاہر کر دی۔

''پاپا کو کیا اعتراض ہو سکتا تھا محض چند دنوں بعد کی تاریخ دے دی صرف ایک ہفتہ کارڈ وغیرہ کی تقسیم اور دوسری ہزاروں قسم کی تیاریاں آپ کو اتنا کم وقت تو نہیں رکھنا چاہیے تھا مما پاپا سے الجھ گئی تھیں تو کسی نے کہا ہے کارڈز کے چکر میں الجھنے کو تمام رشتہ داروں کو فون کرا دوں گا، احد یا حسان سے کہہ کر کیوں پریشان ہوتی ہیں۔'' ان کا اطمینان قابل دید تھا اور جو دوسری تیاریاں ہیں مما نے جھلا کر کہا تھا۔

''ہم شادی تو نہیں کر رہے ہیں بیگم صاحبہ پھر کیوں گھبرا رہی ہیں جو کچھ چاہیے ریڈی میڈ خرید لیتی محض چند گھنٹوں کی شاپنگ میں ساری تیاری مکمل۔'' انہوں نے اخبار کا صفحہ پلٹتے ہوئے بات ہی ختم کر دی تو حیا جو اس وقت ان کے پاس ہی تھی یہ گرما گرم خبر بینش کو سنانے کی غرض سے اٹھ کر بھاگی تھی کہ اپنے ہی دوپٹے میں الجھ کر لڑکھڑا کر گرتے گرتے بچی سیڑھیاں اترتے احد کو دیکھ کر برا سا منہ بنا لیا جو اسے دیکھ کر بھی اگنور کرتا بینش کو پکارنا شروع ہو گیا تھا، وہ دھیان دیے بغیر بینش کے کمرے میں گھس گئی کمرہ خالی تھا وہ اس کی تلاش میں جانے کی بجائے وہیں انتظار کو مناسب خیال کرتے ہوئے بیڈ پہ دراز ہو گئی ابھی آنکھیں موند کر منہ پہ تکیہ رکھا ہی تھا جب بینش خود ہی آوازیں دیتی اور چلی آئی تھی۔

''تمہارا سیل کیوں آف ہے اینی وے یہ آنٹی کا فون ہے بات کر لو مما کا۔'' وہ ایک جھٹکے سے اٹھی تھی۔

''ہوں۔'' بینش نے محض ہنکارا ابھرا اور سیل اس کی جانب بڑھا دیا۔

''ہیلو مما ہاؤ آر یو آئی ایم فائن سویٹ ہارٹ آر یو او کے رئیلی بہت مس کر رہی ہوں تمہیں۔'' مما نے جواباً اس سے بڑھ کر بےتابی کا

CamScanner

مظاہرہ کیا تو اس کے لبوں پہ مسکراہٹ بکھر گئی۔

''سیم ہیر مما ریئلی آئی ایم ویری ویری مسینگ یو۔'' اس نے کھلکھلا کر کہا تو دوسری جانب مما نے یقین نہیں کیا تھا۔

''لگتا تو نہیں ہے اگر ایسا ہوتا تو تم مجھے چھوڑ کر نہ جاتیں اگر چلی بھی گئیں تھیں تو اس طرح بھول کے بیٹھ جاتیں۔'' ان کا شکوہ بجا تھا وہ کچھ لمحوں کو لاجواب سی ہو گئی۔

''سوری مما انیچوئیلی یہاں بینش کی منگنی ہونے جا رہی ہے میں تو واپس آنے کا سوچ رہی تھی مگر اس وجہ سے رکنا پڑا آپ یہ بتائیں میرا رزلٹ کب آ رہا ہے۔''

''پتہ نہیں معلوم کراؤں گی ویسے ابھی کچھ وقت ہے بینش اسرار کی بیٹی ہے نا غالباً تم سے بڑی ہے۔'' انہوں نے سرسری سے انداز میں جواب دے کر اس سے پتہ نہیں سوال کیا تھا یا یونہی بات کی تھی وہ سمجھی نہیں اس کے باوجود تردید کرتے ہوئے بولی تھی۔

''حسان بڑا ہے مجھ سے مما بینش تو میرے جتنی ہی ہے۔''

''اچھا۔'' وہ طنز سے ہنسیں۔

''اپنی بیٹی کی شادی کی فکر ہے اس کو تمہارے متعلق کچھ نہیں سوچا ہو گا کیا اُسے ایسا امتیاز زیب دیتا ہے۔'' ان کے سرد لہجے کی پھنکار پہ حیا جو اس موضوع کے شروع ہوتے ہی شدید اختلاف محسوس کر رہی تھی کچھ کہہ ہی نہ سکی۔

''مما مجھے ابھی شادی نہیں کرنا اور پاپا تو میرے لئے اس لئے سوچیں نا اگر مجھے ان کے پاس رہنا ہو۔''

''پھر کہاں رہنا ہے تمہیں۔'' اسے ان کا لہجہ بہت عجیب محسوس ہوا تھا۔

''مما!'' وہ قدرے ہرٹ ہو رہی تھی۔

''میں جلد پاکستان آ رہی ہوں میرے رزلٹ کے بارے میں ضرور پتہ کر رکھیے مما۔''

اس نے چند ایک مزید باتیں کرنے کے بعد سیل آف کر دیا۔

''کیا کہہ رہی تھیں تم۔'' بینش کی تمام تر دلچسپی اسی ایک فقرے میں اٹکی تھی۔

''کیا کہہ رہی تھی۔'' وہ یکسر بھول چکی تھی جبھی بڑی بڑی آنکھیں پھیلا کر الجھن سے اسے دیکھا۔

''میری منگنی ہو رہی ہے اور مجھے پتہ نہیں۔'' اس نے ناک سکوڑا۔

''ہوں ابھی میں نے بھی پاپا سے سنا تھا۔'' اس کا سارا جوش و خروش جھاگ بن کر بیٹھ چکا تھا، جانے کیوں اسے مما کی بات بہت چبھی تھی، جانے کیوں اسے لگا تھا جیسے مما اس سے جان چھڑانا چاہ رہی ہوں اس کا دل یہی سوچ کر بجھا جا رہا تھا، بینش اسے متوجہ نہ پا کر خاموش ہو گئی۔

منگنی میں چار دن تھے جب پاپا نے بالخصوص اسے بلا کر شاپنگ کے لئے رقم دی تھی۔

''بہن کی منگنی ہے بیٹے اپنے لئے اچھے سے کپڑے اور ضرورت کی دوسری چیزیں خرید لینا۔''

''جی پاپا۔'' وہ یاسیت کے حصار سے تو نکل آئی تھی مگر دل کا بوجھل پن ہنوز قائم تھا۔

''تم میرے ساتھ چل رہی ہو پاپا نے مجھے شاپنگ کے لئے پیسے دیئے ہیں۔'' وہ بینش کے مقابل دھپ سے گرتے ہوئے ہرے ہرے نیلے نوٹ اس کی آنکھوں کے سامنے لہرا کر بولی تھی، مقصد اس پر اپنی برتری اور اہمیت واضح کرنا تھا جانے کیوں مما کے احساس دلانے پہ اس کے اندر ایک عجیب احساس پیدا ہو گیا تھا اس میں کیا کمی تھی کہ اس سے پہلے بینش کی منگنی ہو رہی تھی اگر دیکھا جاتا تو وہ ہر لحاظ سے بینش سے بڑھ کر حسین تھی کیا واقعی پاپا کو اس کا خیال نہیں تھا وہ حسد اور رقابت کے احساس تک سے ناآشنا تھی اور اب یہی احساس اسے دھیمی دھیمی آگ سمیت جلا کر خاکستر کر رہا تھا

اپنی بے مائیگی کا احساس کہیں اندر زر جڑیں گاڑھ کر بیٹھ گیا تھا۔

''راز کی بات ہے مجھے بھی دیے ہیں اسی سلسلے میں پھر کیا خیال ہے چلیں۔'' بینش جو کسی فیشن میگزین کی ورق گردانی کر رہی تھی آنکھیں نچا کر مسکراہٹ ضبط کرتی بولی تو جانے کیوں اس کے اندر ایک دم سے ہی سناٹا پھیل گیا۔

''میں مما کو بتا آؤں تم بس تیار ہو جاؤ ورنہ شام گہری ہو جائے گی اور بھائی سے ڈانٹ الگ پڑے گی۔'' بینش کہتے ہوئے اٹھ کر بھاگ گئی وہ بے دھیان تھی ورنہ اس نام پہ ضرور جانے سے انکار کر دیتی کچھ دیر اسی احساس میں گم صم بیٹھے رہنے کے بعد وہ چونک گئی تھی۔

''یہ کیا ہے، کیا میں اپنی بہن کی خوشیوں سے جیلس ہو رہی ہوں یہ مجھے کیا ہو گیا ہے پاپا نے مجھے گاڑی گفٹ کی تھی بینش اور حسان کو اگنور کر دیا تھا سب مجھے اچھا نہیں لگا تھا ان کی حق تلفی ہونا تو پھر اب میں اس بہن کی خوشی سے کیونکر مائی گڈنیس یہ مجھے کیا ہونے لگا ہے۔'' وہ سر جھٹکتی ہوئی اٹھ کر وارڈ روب کی سمت بڑھ گئی تھی۔

جس وقت وہ فریش ہونے کے بعد وائٹ جینز پہ سرخ اور میرون ڈبل ڈائی کے سلیولیس ٹاپ میں نم بالوں میں انگلیاں چلاتی ہوئی لاؤنج میں آئی بینش پیازی سوٹ کے ہم رنگ دوپٹے سے اچھی طرح خود کو کور کیئے سر پہ اسکارف لئے بالکل تیار تھی ایک لمحے کو اسے اپنا حلیہ خود بھی کچھ عجیب سا لگا مگر اب چینج کرنے کے خیال سے ہی اسے کوفت ہوئی تھی۔

''ایسے ہی چلو گی تم میرا خیال ہے اسکارف وغیرہ لے لو۔'' بینش نے اس کے دھوپ چھاؤں جیسے موڈ کے پیش نظر دبے لفظوں میں کہا تھا۔

''اچھا۔'' اس نے بغیر کسی رد و کد کے سر اثبات میں ہلایا تھا۔

''میرا پرس بھی وہیں رہ گیا ہے تم دو منٹ رکو میں آئی ہوں۔'' وہ واپس بھاگ گئی تھی۔

''پورچ میں آ جانا میں وہیں ہوں۔'' بینش نے پیچھے سے ہانک لگائی تھی۔

گاڑی کی چابی کا تعین پانے کو پرس کنگالتی ہوئی برآمدے کی سیڑھیاں اتر کر پورچ کی طرف بڑھی ہی تھی جب ہلکے بادامی ٹو پیس سوٹ میں گلاسز آنکھوں پر چڑھائے احد مرتضٰی اس کے پیچھے سے نکل کر مضبوط قدم بڑھاتا آگے نکل گیا وہ ایک پل کو ٹھٹھکی تھی گویا وہی ان کے ساتھ جا رہا تھا اسے پورٹیکو میں بینش کے پاس رک کر کچھ بات کرتے ہوئے گاڑی کا لاک کھول کر اندر بیٹھنے کا اشارہ کرتے دیکھ کر اس نے خراب ہوتے موڈ سمیت سوچا قدموں کی رفتار آپ ہی آپ سست پڑ گئی تھی۔

''اب بیٹھو بھئی کھڑی کیوں ہو۔'' ڈرائیونگ سیٹ کی جانب بڑھتے ہوئے وہ بینش سے مخاطب ہوا تھا۔

''جی بھائی وہ حیا آ جائے تو۔''

''کیوں وہ بھی جا رہی ہیں محترمہ ہمارے ساتھ۔'' اس نے قدرے چونک کر ناگواریت سمیت بینش کو دیکھا تھا ساتھ ہی گردن موڑ کر بہت چبھتی ہوئی نگاہ اس کے سراپے پہ ڈالی تھی وہ قریب آ چکی تھی محض غصیلی نگاہ سمیت اُسے دیکھ کر رہ گئی کہ استفسار اس سے نہیں بینش سے کیا گیا تھا۔

''جی بھائی اسے بھی اپنے لئے ڈریس لینا ہے۔'' بینش نے اس کے چہرے کے تناؤ کو محسوس کیے بنا سادگی سے جواب دیا تھا۔

''آئی ایم ساری بینش تم انہیں منع کر دو بہت غلط خیال ہے تم لوگوں کا کہ اس قسم کے فضول حلیے میں، میں محترمہ کو اپنے ساتھ لے جانا پسند کروں گا اگر ایسی ہی ضروری شاپنگ ہے تو چاچو سے رجوع کریں۔'' اس پہ کڑی اور تیز نگاہ

CamScanner

ڈالتا وہ کم و بیش جس لہجے میں بولا تھا، وہ حیا چہرا یکلخت پھیکا کر گیا رنگ تو بینش کا بھی اڑا تھا اس کی حراساں نظریں حیا کی سمت اٹھی تھیں جو ضبط سے سرخ ہوتی رنگت سمیت بے دردی سے ہونٹ کچل رہی تھی بے اختیار دو قدم پیچھے ہٹ گئی، تذلیل و اہانت کا احساس بہت تیزی سے اس کی آنکھوں میں نمی بھر گیا تو جیسے ایک پل کو بھی اس کے لئے وہاں ٹھہرنا دشوار ہوا تھا جبھی لب بھینچتی تیزی سے پلٹی تھی اور اندھا دھند بھاگتی اندرونی حصے کی جانب جاتی سیڑھیاں پھلانگ گئی۔

''بی ہیو یور سیلف بھائی دس از ناٹ فیئر۔''

اس صورتحال سے گھبرا کر سٹپٹا کر اس کے پیچھے جاتی بینش حیا کو اندرونی حصے میں گم ہوتے دیکھ کر طیش کے عالم میں پلٹتے ہی زندگی میں پہلی بار اس سے الجھ گئی تھی مقصد اسے اس کے سنگین رویے کا احساس دلانا تھا مگر اسے شدید مایوسی کا سامنا کرنا پڑا کہ وہ شانے جھٹکتا ہوائیوں پر سکون نظر آ رہا تھا جیسے ابھی کچھ دیر قبل کچھ ہوا ہی نہ ہو صرف یہی نہیں بلکہ اسے بھی ڈانٹ کر چپ کروایا تھا۔

''فضول ہمدردی میں ٹائم ویسٹ کرنے کی ضرورت نہیں ہے بیٹھو گاڑی میں مجھے اور بھی کام ہیں۔'' وہ الٹا خفا ہونے لگا تھا بینش نے لب بھینچ کر خود کو کچھ بہت سخت بات کہنے سے روکا تھا لحاظ مانع تھا ورنہ اس وقت اس کا جی چاہ رہا تھا صاف انکار کر دے جانے دل پہ جبر کرتے وہ بیٹھ تو گئی تھی مگر دل بوجھل سا ہو گیا تھا پہلی بار اسے حیا کا اس سے شدید قسم کا رویہ غلط محسوس نہیں ہوا۔

''مما مجھے واپس بلا لیں مما پلیز میں اب مزید یہاں نہیں رہ سکتی۔'' وہ فون پہ ہی سسک اٹھی تھی۔

''ٹ اٹ ایزی سویٹ ہارٹ اس قدر ڈپر ارٹ کیوں ہو رہی ہو جان، مما ضرور واپس بلوا اگر انہیں خود پاکستان نہ آنا ہوتا تم چند دن ویٹ کرو میں خود آ کر تم سے ملتی ہوں یونو اس مرتبہ مما آپ کو سرپرائز دینے والی ہیں۔'' ان کے لہجے میں جوش و خروش تھا اس کی آہوں سسکیوں کو محسوس کرنے کے باوجود وہ اندر تک غمگین ہو گئی ایک بار پھر بہت شدت سے اسے احساس ہوا تھا مما بدل گئی ہیں چند ایک مزید رسمی باتوں کے بعد مما نے خود ہی اسے خدا حافظ کہہ دیا تھا حالانکہ کال اس نے کی تھی اس کے اندر رم جھم بارش برسنے لگی ریسور کریڈل پہ ڈالتے ہوئے اس نے ہاتھ کی پشت سے بھیگے گال پونچھتے ہوئے رخ پھیرا تو احد مرتضیٰ کو کچھ فاصلے پہ موجود پا کر اس کے حلق تک کڑواہٹ گھل گئی، نیوی بلیو پینٹ کوٹ میں ملبوس بظاہر کسی فائل کو اسٹڈی کرتا ہوا وہ کتنا شاندار کتنا مکمل اور بھرپور نظر آ رہا تھا وہ متنفر زدہ نگاہ اس پہ ڈالتی تیزی سے نکل گئی۔

''حیا!'' وہ اپنے کمرے کی سمت جا رہی تھی جب بینش نے پکارا تھا۔

''ہوں۔'' وہ پلٹ کر اسے دیکھنے لگی۔

''یہاں آؤ ذرا۔'' وہ ہاتھ کے اشارے سمیت بولی، حیا نے چند لمحوں کو کچھ سوچا پھر آہستگی سے چلتی اس کے کمرے میں آ گئی جو اب وارڈ روب کھولے بڑے بڑے شاپر نکال رہی تھی۔

''یہ دیکھو کیسا ہے؟'' شاپنگ بیگ ہٹا کر ڈبہ کھولتے ہوئے اس نے پنک کلر کا لہنگا جس کے کنارے پہ میرون پٹی پہ جھلملاتا ہوا کام بہار دکھا رہا تھا اس کے سامنے پھیلایا۔

''بہت شاندار ہے۔'' بہت اٹریکٹوفل کام سے بوجھل شرٹ اور دوپٹے کے گرد بھی ویسا ہی پٹی کا کام دیکھ کر وہ بے ساختہ تعریف کیے بغیر نہ رہی۔

''اچھا لگا نا تمہیں۔'' بینش کے چہرے پہ چمک لہرائی۔

''ہاں بہت کھلے گا یہ رنگ تم پہ۔'' اس نے مسکرا کر کہتے اس کا گال سہلایا تھا۔

''ہوں مگر میری نسبت یہ کلر تم پہ زیادہ اٹھے گا یہ ہی ہم سب کا متفقہ خیال ہے اسی لئے یہ ڈریس منگنی کے روز تم پہن رہی ہو۔'' بینش نے دوپٹہ اٹھا کر اس کے شانے پہ ٹکا کر توصیفی نگاہوں سمیت اسے دیکھا اسے تو جیسے بچھو نے ڈنگ مارا تھا۔

''واٹ ربش یہ کیا مذاق ہے۔'' ''یہ مذاق نہیں محبت ہے مائی ڈیئر مما نے اپنی ایک بیٹی کی خوشی پہ دوسری بیٹی کو یہ ڈریس گفٹ کیا ہے ان کا خیال ہے وہ اس ڈریس میں بالکل شہزادی لگے گی۔'' بینش نے مسکرا کر کہتے ہوئے سائیڈ صوفے پہ بیٹھیں مما کی سمت اشارہ کیا جن کے لبوں پہ مدھر مسکان تھی تو آنکھوں میں خفیف سیا خدشہ ایک انجانا سا خوف وہ حیرت کی زیادتی سے منجمد رہ گئی، اپنے دھیان میں مگن وہ انہیں تو دیکھ ہی نہ پائی تھی۔

''پلیز حیا انکار نہیں کرنا پلیز۔'' بینش نے جس قدر لجاجت اور عاجزی سے کہا تھا اس سے بڑھ کر لجاجت مما کی آنکھوں میں نظر آئی تھی وہ عجیب نافہم سی کیفیات میں گرتی یکلخت اٹھ کر کھڑی ہوئی تھی اور کچھ کہے بغیر تیز قدم اٹھاتی کمرے سے نکل گئی۔

وہ ضدی تھی نہ ہی سرکش ہوش سنبھالنے کے ساتھ ہی اس نے مما کی زبانی کو پاپا کی پہلی بیوی اور ان کی بہن کے خلاف زہر اگلتے ہی دیکھا تھا یہ بالکل فطری نفرت تھی جو اس نے ان سے محسوس کی تھی اور گزرے وقت کے ساتھ بڑھتی چلی گئی تھی اس کی شخصیت ضرور غیر متوازن رہ جاتی ... اس کی راہنمائی کو وجود نہ ہوتا ... نانو کی شخصیت ... پاک کی تلاوت کرتی ہوئی ہی وہ ہمیشہ اسے نظر آئیں ان کے کمرے میں اسے اکثر مذہب کے متعلق بکس نظر آتیں جو ان کے مطالعے میں رہا کرتیں تھیں وہ ویسی ہی بچی تھی جیسے عموماً اس قسم کے کیسز کے بعد ابنارمل بچے ہوا کرتے تھے مگر نانو کی قربت اور تربیت نے اسے بگڑنے نہیں دیا تھا تو مما کی شہہ اور آزادی کا پرچار کرتے انداز نے اسے پوری طرح سنورنے نے بھی نہیں دیا وقت چپکے سے آگے سرکا گرینڈ پا اور نانو اسے بیتے وقت نے اس سے چھین لئے مگر نانو کی سکھائی بہت سی اچھی باتیں اس کے حافظے میں رہ گئی تھیں۔

حسد سے بچاؤ رقابت سے دوری اور بہت سے ایسے احساس جو بہت عام تھے وہ ان سے محفوظ تھی یہی وجہ تھی کہ جب بینش سے اس نے پہلی بار حسد محسوس کیا تو بہت عجیب لگا تھا یہی وجہ تھی کہ جب مما نے بار بار اس کے ٹھکرانے کے باوجود اس کی جانب پیش رفت کی تو اندر موجود ان کی وہ نفرت بے بس سی ہو کر دل کے کسی کونے کھدرے میں جا چھپی جب ایک بار پھر بینش نے اس سے مما کی خواہش کے احترام کی التجا کی تو وہ منع نہیں کر پائی البتہ اپنی الجھن ضرور اس سے کہہ رہی تھی۔

''بینش پہلی بات تو یہ کہ میں نے ایسا بھاری ڈریس کبھی پہنا نہیں اور دوسرے یہ بھی تو دیکھو منگنی تمہاری ہے اور برائیڈل ڈریس میں پہنے پھروں آکورڈ نہیں لگے گا۔''

''ارے پگلی وہ برائیڈل ڈریس تو کہیں سے بھی نہیں ہے اس قسم کے ہلکے پھلکے کام کے لباس تو یہاں تقریبات میں عام پہنے جاتے ہیں پھر میرا ڈریس تو تم نے دیکھا ہی نہیں تھا میرون کلر کا ہے اور اتنا بھاری ہے کہ میں تو ابھی سے اسے سنبھالنے کے خیال سے پریشان ہوں۔''

اس کے دھیمے لہجے میں جو اقرار چھپا تھا اس نے بینش کو پرجوش کرنے کے ساتھ ساتھ بے تحاشہ

مسرت سے بھی ہمکنار کیا تھا جبھی اس کے گلے میں بازو حمائل کر کے بولی تھی۔

"یہ بھی ہو سکتا ہے نا اس لباس میں آدھی دلہن بنی تم کسی کی نگاہوں کے رستے دل میں اتر جاؤ یوں پاپا کی ہماری اکٹھی شادی کی خواہش بھی پوری ہو جائے گی۔" وہ اس کا گال چوم کر جس شریر سے انداز میں آنکھیں مٹکا کر بولی تھی حیا جھنپ کر رہ گئی۔

"پھر تو بالکل نہیں پہنوں گی۔" اس نے چھیڑا تھا۔

گو کہ پاپا کا ارادہ نہیں تھا اعلیٰ پیمانے پہ تقریب منعقد کرنے کا مگر اس کے باوجود اچھا خاصا بڑا فنکشن ہو گیا تھا حیا نے وہی پنک ڈریس پہنا تھا اور فطری جھجک کی وجہ سے بینش کے ساتھ ہی جڑ کے بیٹھی رہی تھی

"اس طرح ایک جگہ بیٹھنے کو تو نہیں کہا تھا اتنا اچھا ڈریس ہے کیا پتہ چلے گا کیسا لگا ہے تمہیں بھئی چل پھر کے تو دکھاؤ۔" ان کی پھپھو کی بیٹی ریحا ستائشی نگاہوں سمیت اس کے دلکش پیکر کو دیکھتے ہوئے کہا اس میں شک بھی نہیں تھی کہ اس کا مومی سراپے پہ یہ لباس بہت جچا تھا میچنگ کی جیولری اور میک اپ نے اس کے حسن کو دو آتشہ کر کے رکھ دیا تھا۔

"مجھے ایسے ملبوسات پہننے کی عادت نہیں ہے مجھے خدشہ ہے چلوں گی تو لازماً گر پڑوں گی۔" وہ آہستگی سے گویا ہوئی تھی مگر ریحا کے ساتھ بینش بھی اس کے پیچھے پڑ گئی جب وہ کسی طرح بھی آمادہ نہ ہوئی تو باہر جانے کو تب بینش نے اسے گجروں کے بہانے اٹھایا تھا۔

"مما سے کہا تھا میں نے کہ حسان سے منگوا دیں جاؤ ذرا پتہ کرو۔" وہ متذبذب سی اٹھی تھی اور پاؤں میں الجھنے سے بچانے کی غرض سے لہنگا دونوں ہاتھوں سے ذرا سا اونچا کر لیا تھا، ڈریسنگ روم کے سامنے سے گزرتے ہوئے اس کی نگاہ قد آدم آئینے میں دکھائی دیتے اپنے شعاعیں بکھیرتے روپ پہ نگاہ ڈالتے اس کے قدم ایک پل کو ٹھٹکے تھے اسے اپنا یہ روپ اتنا انوکھا اتنا اچھا لگا کہ چند ثانیوں تلک یونہی نگاہیں جماتے کھڑی رہی تھی پھر جیسے کچھ یاد آنے پہ سر جھٹک کر آگے بڑھ آئی اور قدموں کی رفتار تیز کر دی راہداری عبور کرنے کے بعد سیڑھیوں کی سمت مڑتے وہ مخالف سمت سے آتے لمبے چوڑے آہنی وجود سے ٹکرائی تھی اور لڑکھڑا کر گرتے گرتے اسی کے بازوؤں کے سہارے سنبھلی۔

"آنکھیں رکھنے کے باوجود نظر نہیں آتا لے کے اب مجھے بھی گرا دیا ہوتا۔" اسے ایک جھٹکے سمیت اپنی پناہوں سے آزاد کرتا وہ درشتگی سے کہہ کر اگلے ہی لمحے باقی ماندہ سیڑھیاں پھلانگ گیا سگریٹ پرفیوم اور آفٹر شیو لوشن کی مہک نے اس کے حواس مختل کیے تھے اس کے پورے وجود میں جیسے بجلیاں بھر دی تھیں اس عزت افزائی پہ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ وہ ہمیشہ کی طرح آگ بگولہ ہو کر اسے کھری کھری سناتی بلکہ اس کے برعکس وہ جیسے گم صم سی کھڑی کی کھڑی رہ گئی، کیا بجے اسٹاپ کہہ کر بھاگ گئے؟" وہ اس بھاری آواز پہ ہی اچھل کر جیسے کسی ٹرانس سے باہر آئی تھی سامنے شاہ دل تھا دل آویز مسکراہٹ لبوں پہ سجائے معنی خیزی سے دیکھتا ہوا۔

"میرا مطلب تھا آپ اس طرح کھڑیں بالکل پتھر کی خوبصورت مورت لگ رہی تھیں۔" اس کے گھورنے پہ وہ سر کجا کر وضاحت کے انداز میں بولا حیا نے جواب نہیں دیا اور کترا کر سائیڈ سے نکل گئی ایس کا رخ اپنے کمرے کی جانب تھا وہ بھول چکی تھی بینش نے اسے کسی ضروری کام سے کہیں بھیجا تھا۔

"تم یہاں کیا کر رہی ہو۔" اس سے سر سا

شدید درد تھا شرفو سے چائے کا کہنے کچن کی سمت آئی تو بینش کو کوکنگ رینج کے سامنے مصروف عمل پا کر استفسار کیے بغیر نہ رہ پائی۔

"کھانا بنا رہی ہوں، مما کا خیال ہے شادی سے پہلے کھانا بنانا ضرور آنا چاہیے۔"

"اچھا۔" اس نے ٹھنڈا سانس بھرا اور کوئی تبصرہ کیے بغیر آگے بڑھ آئی۔

"شرفو کہاں ہے مجھے چائے بنوانا تھی۔"

"وہ تو نہیں ہے مجھے بریانی بنانا تھی سامان کی لسٹ دے کر مارکیٹ بھیجا ہے دیر تو لگے گی میں بنا دیتی ہوں۔" بینش گوشت صاف کر رہی تھی کام ادھورا چھوڑ کر چائے کا پانی رکھنے لگی۔

"حیا ایک بات پوچھوں۔"

"ہوں۔" وہ بے خیالی میں تھی۔

"تم نے مما کو معاف کر دیا۔" وہ شکستہ سے انداز میں مسکرا دی۔

"اس سے کیا فرق پڑتا ہے بینش ویسے شاید تم یقین نہ کر پاؤ مگر یہی سچ ہے کہ میں کسی سے نفرت کرنا بھی چاہوں تو شاید نہیں کر سکتی۔" وہ جیسے افسردہ نظر آئی۔

"اچھی بات ہے یہ تو بہت اچھی بات ہے بندہ بہت سے گناہوں سے بچا رہتا ہے، منگنی کے بعد سے بہت چپ چاپ ہو کیا بات ہے۔" حیا کے چہرے پہ سایہ سا لرزا اور پلکیں جھک کر رہ گئیں۔

"حیا مجھے لگ رہا ہے میری بات الٹ ہو گئی ہے بجائے اس کے تم کسی کی نگاہوں میں اترتیں کوئی تمہیں تم سے چرا لے گیا ہے ہے نا۔" ابلتے پانی میں پتی ڈالتے ہوئے اس نے ایک لمحے کو اسے دیکھا اور اس کی فق ہوتی رنگت دیکھ کر ٹھٹھک کر رہ گئی۔

"حیا آر یو او کے۔"

"ہوں۔" اس نے بہت ضبط سے سر ہلایا تھا اور پلٹ کر کیبنٹ سے کپ نکالنے لگی۔

"شاہ دل کا جھکاؤ محسوس کیا تھا میں تمہاری طرف تو......"

"بینش ایسی کوئی بات نہیں ہے سو پلیز اس قسم کی قیاس آرائیاں رہنے دو یہ بتاؤ کیا بنا رہی ہو میں ہیلپ کراؤں۔" وہ بے نیازی سے کہتی اگلے ہی لمحے موضوع بدل گئی تو بینش کو بھی چپ ہونا پڑا تھا۔

"تمہیں کوکنگ آتی ہے۔" بینش کی حیرت کو دیکھ کر وہ مسکرائی تھی۔

"نہیں تمہاری طرح مما کی شاگردی ہی آنے کا سوچ رہی ہو۔"

"آف کورس مجھے بھی تو شادی سے پہلے ایکسپرٹ ہونا چاہیے ہو سکتا ہے میرے رائٹ مین کے دل کا راستہ معدے سے ہی ہو کر گزرتا ہو۔" وہ کھلکھلائی تھی بینش بھی ہنسنے لگی تبھی سنجیدہ سی شکل بنائے احد مرتضیٰ نے چوکھٹ پہ قدم رکھے تھے، اس کے چہرے سے مسکراہٹ جیسے کسی نے نوچ کر پھینکی تھی۔

"آپ کا فون ہے آ کر سن لیں۔" اگلے ہی لمحے وہ پلٹ چکا تھا۔

"ایں یہ بھائی کسے کہہ کر گئے ہیں۔" بینش بیسن چھان رہی تھی ارادہ پکوڑے بنانے کا تھا۔

"تمہیں جاؤ ہو سکتا ہے تمہارے فیانسی ہوں۔" اس نے باؤل اس کے ہاتھ سے چھینا اور انار دانہ شامل کرنے کے بعد پکوڑوں کے لئے مصالحہ تیار رنے لگی۔

"میں بھی حیران تھی مجھے کس کا فون آئے گا یہ لو کر و بات آنٹی ہیں۔" اس کی نافہم نگاہوں کے جواب میں بینش نے وضاحت کی تھی۔

"مما کا۔" وہ حیران ہونے کے ساتھ ساتھ پر جوش بھی ہوئی۔

"ہیلو مما۔" بینش کے واویلے پہ کان دھرے بغیر وہ اپنی دھن میں بیسن سے سنے ہاتھ میں ہی نیا چمچاتا ہوا سیل تھام کر کانوں سے لگا

چکی تھی۔

''کیوں مما، ایسا کیسے ہوسکتا ہے، میں نے بہت محنت کی تھی۔'' وہ جانے کیا سن کر روہانسی ہوئی تھی۔

''ہرگز نہیں کوئی ضرورت نہیں اب میں پاگل نہیں ہوں جو ٹرائی اگین کرتی رہوں۔'' اس نے تلخی سے کہا تھا اور مزید چند باتوں کا جواب بے دلی سے دینے کے بعد سیل کان سے ہٹا دیا۔

''کیا ہوا۔'' بینش موبائل کے صدمے سے نکل کر اس کی سرخ آنکھوں کو دیکھ کر گھبراہٹ سے بولی۔

''میرے گریڈ اچھے نہیں ہیں، مما کہہ رہی ہیں مجھے پھر سے ایگزیمز کلیئر۔'' تو بینش نے تاسف سے اسے دیکھا۔

''میرے لئے منسٹر کی سیٹ انتظار میں نہیں ہے جو میں یہ مشقتیں کرتی پھروں۔'' اس نے تلخی سے کہا تھا اور سیل واپس اس کی جانب بڑھاتے ہوئے لہجے میں کچھ اور بھی تلخی سمولائی تھی۔

''یہ دے دو اپنے سڑیل بھائی کو مجھے یاد نہیں رہا مما کو منع کر دیتی اس نمبر پہ کال کرنے سے۔''

''وہ سب تو ٹھیک ہے پیاری مگر سیل فون کا جو حشر تم کر چکی ہو اس کے بعد انہیں واپس لوٹانے کا حوصلہ مجھ میں کم از کم بالکل نہیں ہے۔'' بینش نے مسکراہٹ ضبط کرتے ہوئے جس طرح شریر سے انداز میں کہتے سیل فون کی طرف اشارہ کیا تھا حیا کی نگاہ تحیر سمیٹے جھکی تھی اور اگلے ہی لمحے اس کے منہ سے دبی دبی چیخ نکل گئی تھی سیل فون اس کی گرفت سے چھوٹ کر ماربل کے سفید فرش پہ جا پڑا اس نے بے بسی کی انتہاؤں کو چھوتے ہوئے ساکن پلکوں سمیت بیسن سے اپنی ہیت گنوائے موبائل پہ جمی رہ گئیں۔

''وہ دنیا کا بدمزاج بددماغ بندہ اس بے احتیاطی پہ مجھے کیا کچھ نہیں سنا سکتا بینش جانو پلیز ہیلپ می۔'' منہ لٹکا کر اس نے جس مسکنت سے کہا تھا اس نے نا چاہتے ہوئے بھی بینش کو قربانی دینے پہ مجبور کر دیا مگر اب یہ اس کا نصیب تھا کہ اس سے پہلے کہ بینش کچھ کر پاتی وہ ایک مرتبہ پھر وہاں آ گیا تھا۔

''بات ہو گئی تھی تو سیل فون مجھے واپس کر دیتیں جا رہا تھا ضروری کام سے آل ریڈی لیٹ ہو چکا ہوں۔''

''بھ...... بھائی......وہ......وہ۔''

''ہاں بولو کیا ہوا۔'' اس کی گھبراہٹ اور بوکھلاہٹ کو دیکھتے ہوئے احد مرتضٰی اچھا خاصا چونکا تھا جب کہ حیا لب بھینچ کر مسکراہٹ ضبط کرتی رخ پھیر چکی تھی۔

''بھائی یہ...... سیل۔'' بینش نے گھبرا کر موبائل سامنے کیا جسے ایک نگاہ دیکھتے ہی اس کے فراغ پیشانی پہ شکنیں ابھر آئی تھیں۔

''وہ مجھ - - سے، غلطی سے۔'' احد نے ایک نگاہ ا... انداز پہ جب کہ دوسری حیا کے ہنسی ضبط کرنے ... کوشش میں سرخ پڑتے چہرے کو دیکھ کر لب بھینچ لئے تھے۔

سیل فون بینش کی دھیرے دھیرے کانپتی نخ ہتھیلی سے اچک کر وہ اگلے ہی لمحے لمبے ڈگ بھرتا بھرتا کچن سے نکل گیا جب کہ حیا کے حلق سے قلقل کر کے نکلتی ہنسی کی آواز اس کے تعاقب میں آ کر اس کا موڈ مزید غارت کر گئی تھی۔

شب برات کی نیاز دلانا تھی احد تو حسب سابق بازار سے پوریاں اور مٹھائی لا کر دینے کا خیال ظاہر کیا تھا مگر بینش نے منع کر دیا۔

''رہنے دیں بھائی ہم گھر پہ تیار کر لیں گے۔''

''اوکے ایز یو وش۔'' وہ کاندھے اچکا کر رہ گیا تھا تب سے وہ کچن میں گھسی تھی ساتھ حیا کو بھی گھسیٹ لیا تھا لیکن میرا موڈ نہیں ہے اس کی ساری توجہ چھت پہ ہلہ گلہ کرتے حسان میں اٹکا تھا جو اس موقع پہ چلائی جانے والی آتشبازی کا ڈھیر آتے ہوئے اپنے ساتھ لایا تھا۔

''افوہ بھئی سیکھو گی نہیں تو رائیٹ مین کے دل پہ حکمرانی کیسے کرو گی۔'' بینش نے اسی کے الفاظ یاد دلائے تھے، وہ ایک پل کو چپ سی ہو گئی، مگر بینش کو بہت گہری نگاہوں سے اپنا جائزہ لیتے پا کر سنبھلی تھی۔

''بھاڑ میں جھونکو ابھی تم رائیٹ مین کے ساتھ حکمرانی کے خواب کو بھی۔'' اس نے منہ بسورا۔

''افوہ بس تھوڑا سا کام باقی ہے یہ حلوہ دیکھو اتنا رنگ صحیح ہے یا تیز کر دوں۔'' اس نے کڑھائی میں بنتے حلوے کی سمت توجہ دلائی۔

''ہوں ٹھیک ہے۔'' وہ نا چاہتے ہوئے بھی پوریاں تلنے لگی پھر وہ اس کے ساتھ ہی فراغت حاصل کرنے کے بعد ہی کچن سے نکلی تھی گو کہ موسم بدل رہا تھا اس کے باوجود اسے اتنی دیر چولہے کے پاس کھڑے رہنے سے گرمی محسوس ہونے لگی تھی اپنے کمرے میں آ کر فریش ہونے کے بعد وہ گیلے بالوں کو یونہی پشت پہ کھلا چھوڑتی باہر آئی تو بینش نے بہت پرجوش سے انداز میں منگنی کی تصویریں پرنٹ ہو کر آنے کی اطلاع دی تھی وہ چھت پہ حسان کے پاس جانے کا ارادہ موقوف کرتی ٹی وی لاؤنج میں آ گئی جہاں پاپا مما کے ساتھ احد مرتضٰی بھی موجود تھا تصویروں کا البم اس کے ہاتھ میں تھا، جبھی وہ ایک پل کو ٹھٹھک کر تھمنے کے بعد وہیں سے واپس ہو لی تھی۔

''حیا کیا ہوا بیٹے تصویریں نہیں دیکھو گی واپس کیوں جا رہی ہو۔'' مما کے پکارنے پہ وہ نا چاہتے ہوئے بھی رکی اور کتراتی ہوئی نگاہ اس پہ ڈالی جو اسی وقت متوجہ ہوا تھا نگاہوں کا یہ تصادم اس کے اندر عجیب سی بے چینی بھر گیا۔

''آپ لوگ دیکھ لیں میں پھر دیکھ لوں گی۔'' وہ نظریں چراتی آہستگی سے بولی تو پاپا بے اختیار مسکرا دیئے تھا۔

''کم آن بیٹا تم بھی ہمارے ساتھ ہی دیکھ لو آ جاؤ۔'' انہوں نے شفقت سمیت کہتے اپنے پہلو کی سمت اشارہ کیا تو ناچار اسے قدم بڑھانا پڑے تھا۔

''احد بیٹے آپ دیکھ لو تو البم ہماری بیٹی کو دے دینا تصویریں بنائی کسی نے تمہیں حیا کی تصویریں سب سے اچھی آئی ہیں۔'' پاپا نے محبت بھرے انداز میں کہہ کر اس کا بلش ہوتا چہرہ دیکھا۔

''اس لئے کہ ہماری بیٹی ہے ہی بہت اٹریکٹو اینڈ انوسینٹ۔'' مما نے بھی لقمہ دیا تو اسے ان مسکراتی نگاہوں کے ساتھ کی پرتپش نگاہوں کا احساس بہت شدت سے ہوا تو تھا بے ترتیب دھڑکنیں کچھ اور انتشار کا شکار ہوئی تھیں نا چاہتے ہوئے بھی محض اپنے شک کو تقویت دینے کی غرض سے اس نے پلکیں اٹھائی تھیں احمد مرتضٰی نے لمحے کے ہزارویں حصے میں نگاہ کا زاویہ بدل ڈالا تھا اور البم بند کرتے ہوئے اٹھ کر کھڑا ہوا گیا۔

''بیٹھو نا کہاں جا رہے ہو تم۔'' پاپا نے ٹوکا تھا ساتھ ہی البم اٹھا کر حیا کی سمت بڑھا دیا۔

''جی چاچو مجھے یاد آیا اماں کی میڈیسن لانا ہیں۔'' وہ آہستگی سے کہتا مضبوط قدم اٹھاتا آگے بڑھ گیا جبکہ حیا اس کے بھاری لہجے کی گمبھیرتا اپنے آس پاس بکھیرتے محسوس کرتی بے خیالی میں البم کے صفحے پلٹنے گئی تھی۔

''آؤ چھت پہ چلتے ہیں۔'' بینش خود بھی باتھ لے کر فریش ہو چکی تھی۔

''مگر حسان تو ارے وہ اسی لئے بھاگ گیا ہے کہ بھائی کو اس کے کارنامے کی خبر نہ ہو، اسٹڈی کا بہانہ کر کے دوست کے گھر جانے کا

مقصد بھی یہی تھا ورنہ بھائی کی ڈانٹ سے اسے کون بچاتا۔"

"کیا مطلب؟" وہ آنکھیں پھیلا کے گویا ہوئی۔

"بھائی کو یہ غیر اسلامی رسمیں بالکل پسند نہیں، حسان اس قسم کی مشکوک سرگرمیاں ہمیشہ ان سے چھپ کر سرانجام دیتا ہے۔" وہ ہنس کر بتا رہی تھی۔

"اوہ۔" اس نے ہونٹ سکوڑے۔

"موصوف کو کیا کچھ ناپسند ہے ایک ہی بار لسٹ کیوں نہیں بنوا لیتیں، کہہ کر بندے سے بھول چوک بھی ہو سکتی ہے۔"

"آپ کو اس معاملہ میں فکر کر کے دبلا ہونے کی ضرورت نہیں کہ آپ کا بہرحال براہ راست واسطہ نہ مجھ سے ہے نہ آئندہ کبھی پڑھنے والا ہے سو ٹیک اٹ ایزی۔" اس کے گمان تک نہ تھا وہ آس پاس کہیں موجود ہو گا اور اس کی بات سن کر یوں گرفت کرنے میں دیر نہیں کرے گا ایک پل کو تو وہ ہونق ہوئی تھی مگر اگلے ہی لمحے تلملا کر اس کی سمت پلٹی تھی۔

"کسی خوش فہمی کا شکار ہونے کی ضرورت نہیں میں نے بائی داوے بات کی تھی تم جیسوں کے میں خود بھی سائے سے بدکتی ہوں۔" جو سرد مہری اور تضحیک کا رنگ تھا وہ اسے آگ ہی لگا کے رکھ گیا تھا، اس سے پہلے کہ وہ جواب میں کچھ کہتا اور بات مزید بڑھتی پاپا ڈرائینگ روم سے نکل کر اسی سمت آ گئے۔

"کیا ہوا نہیں۔" ایک دوسرے کے مقابل جارحانہ انداز میں کھڑے دیکھ کر اور بینش کے ہوائیاں اڑاتے چہرے کو تشویش بھرے انداز میں پا کر وہ استفسار کیئے بنا نہیں رہے۔

"کہ کچھ نہیں پاپا یہ میں بھائی سے کہہ رہی تھی کہ ہم لوگ شمعیں جلانے چھت پہ جا رہے ہیں۔" بینش ہکلا کر کہتی بے ربط سی ہو گئی۔

"او کے جاؤ مگر جانے سے پہلے شرفو سے چائے کا کہہ دو۔" پاپا دھیان دیئے بغیر پلٹ گئے تھے، احدان سے بھی پہلے پاؤں پٹختا جا چکا تھا، وہ لال بھبھو کا چہرا لئے لب بھینچے کھڑی تھی۔

"کیا ہو جاتا ہے تمہیں حیا یہ کوئی بات تھی جھگڑنے کی۔" حیا نے دھندلائی ہوئی نظر آنکھوں سمیت متاسفانہ نظروں سے اسے دیکھا تھا اور کچھ کہے بغیر پلٹ گئی۔

"بھائی آپ کو نہیں لگتا کہ آپ حیا کے ساتھ زیادتی کر رہے ہیں۔" وہ ایک جنرل سی بات کہہ رہی تھی جس پہ آپ نے گرفت کر کے انسلٹ کا پہلو نکال لیا وہ کچن میں آئی تو اسے برتن پٹخ پٹخ کر چائے بناتے دیکھ کر وہ دبے ہوئے انداز میں کہنے سے باز نہ رہی احد نے پتی کا جار زوردار آواز کے ساتھ کیبنٹ میں پٹخا تھا اور ایک جھٹکے سے اس کی جانب پلٹا۔

"تمہیں نہیں لگتا وہ خواہ مخواہ میں مجھ پہ تنقید کرتی ہے۔" اور بے جا اس کی نگاہوں سے چھلکتا تنفر اور تلخی اتنی واضح تھی کہ وہ ہارے ہوئے انداز میں سر جھکا گئی۔

"آپ کو ایسا لگتا ہے بھائی ورنہ پھر میں کہوں گا کہ میں حق بجانب ہوں۔" اس نے دو ٹوک انداز میں کہہ کر بات ہی ختم کر دی چائے کپ میں انڈیلی اور یہ جا وہ جا بینش ٹھنڈا سانس بھر کے رہ گئی تھی۔

بینش نے محسوس کیا تھا وہ اس دن سے بہت گم صم اور خاموش سی ہو گئی ہے اس کی یہی یاسیت بھری چپ بینش کو پریشان کر رہی تھی جبھی وہ ضد کر کے اسے ساحل پہ لے آئی تھی اس کو شوخیوں اور اٹھکیلیوں کے باوجود جب سنجیدگی کا خول نہیں ٹوٹا تو بینش حسان کو پکارتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"تم رکو میں آئس کریم منگواتی ہوں۔"

اسے تسلی سے نوازتی وہ حسان کے پیچھے چل گئی تھی پانی کا زوردار بلہ اس کے پاؤں سے لپٹ کر واپس ہو گیا، ریتلی سطح ہموار ہوئی تھی اس نے ذرا سا جھک کر انگشت شہادت کی مدد سے آڑھی ترچھی لکیریں کھینچتے ہوئے خود کو یہ چھائے جمود سے آزاد کرانے کی سعی کی تھی اور قدرے کامیابی بھی ہوئی منہ زور موج ایک بار پھر اس کے پیروں کو چھو کر پلٹ گئی، لکیروں کا جال مٹ گیا سطح ایک بار پھر ہموار تھی اسے یہ کھیل دلچسپ محسوس ہوا تھا، انگشت شہادت کی حرکت ایک بار پھر وہی کھیل کھیلنے لگی، معاً بینش کی پکار پہ وہ چونکی تھی جو آئسکریم کا گلاس پکڑے دور سے ہی پکارتی آ رہی تھی اس کھیل کو ترک کرتے اٹھتے ہوئے اس نے جوتوں کی تلاش میں نگاہ دوڑائی تھی اور اگلے ہی لمحے وہ جیسے پتھر کی ہو گئی تھی بے خیالی میں ہاتھ کی جنبش سے دل کی خواہش بکھر کر آپ عیاں کر گئی تھی۔

احد مرتضیٰ کا نام اتنا واضح تھا کہ اس کے علاوہ بھی کوئی دیکھتا تو لمحے کے ہزارویں حصے میں معاملے کی تہہ تک پہنچ جاتا اس نے تیزی سے بھیگتی آنکھوں سمیت ایک نظر قریب آتی بینش اور دوسری نیچے ڈالی تھی اور بے دم سے انداز میں گھٹنوں کے بل گرتے ہوئے بہت سرعت سے ہاتھ کی جنبش سے ریت برابر کر دی جس حقیقت سے وہ خود نظریں چرا رہی تھی کیسے ممکن تھا کس اور پہ عیاں کر دیتی۔

"بہت ڈل ہو تم یار آوازیں دے کر حلق خشک ہو گیا یہ لو کھاؤ اور چلنے کی تیاری پکڑو، احد بھائی کا فون تھا فوری گھر آنے کا کہہ رہے ہیں۔"

"کیوں؟" اس نے تیوری چڑھائی تھی۔

"وہ میرے سرالی آئے ہوئے ہیں جانا تو پڑے گا۔" بینش نے مصنوعی شرم سے لجا کر کہا تو فوری طور پہ اس کے سامنے کے خیال سے ہی آئس کریم اس کے حلق میں اٹکنے لگی تھی۔

اسے اپنی عزت نفس اور انا بہت عزیز تھی جبھی دل کے سامنے گھٹنے ٹیکنے کی بجائے وہ تن کر اس کے مقابل آن کھڑی ہوئی تھی وہ ہمیشہ کے لئے نارسائی تو سہہ سکتی تھی مگر کسی ایسے شخص کو ہر گز قبول نہیں کر سکتی تھی جو اس سے محبت کرتا ہو عزت جبھی اس نے خود پہ لاپرواہی اور بے نیازی کا بہت مضبوط خول چڑھا لیا تھا جیسے چٹختے دیکھنا بھی اسے گوارا نہیں تھا وہ تو اس لمحے سے شاکی تھی جب تقدیر نے اسے گرنے سے بچانے کو اسی بے حسن کٹھور اور پتھر دل شخص کی بانہوں کا حصار بخشا تھا اور وہ جیسے اپنا آپ ہارسی گئی تھی،

"حیا!"

"آں ہاں۔" وہ جو اپنی سوچوں میں گم تھی بینش کے پکارے جانے پہ زور سے اچھلی اور اسے ہنستے دیکھ کر خفیف سی ہو کر اسے گھورنے لگی۔

"کہاں پہنچی رہتی ہو آج کل کوئی خوابوں میں آنے لگا ہے۔" بینش نے آنکھیں نچائی تھیں

"ہے کسی کی جرأت۔" اس نے بہت نخوت سے کہا تھا مگر بینش متاثر ہونے کی بجائے معنی خیزی سے ہنس پڑی تھی۔

"ہاں بھئی تم کہہ سکتی ہو ایک کی بجائے دو پروپوزلز ہیں، پھپھو آئی ہیں شاہ دل کی خواہش کے ساتھ جب کہ اصل حیرت کا مقام تو مجھے اماں کے احد بھائی کے لئے تمہارا ہاتھ مانگنے پہ ہو رہا ہے۔" وہ بے ہوش ہونے کی ہوئی تھی دل اتنی تیزی سے دھڑکا تھا کہ اسے لگا تھا جیسے ابھی پسلیاں توڑ کر باہر آ جائے گا۔

"ہو گئیں نا سیٹی گم مجھے تو پہلے ہی شک تھا یہ فلموں کہانیوں والی جھوٹ موٹ کی لڑائیاں نہیں معاملہ تو اندر سے گڑبڑ تھا۔" وہ آنکھیں نچا نچا کر دم بخود لب بستہ بیٹھے دیکھ کر مشکوک ہو کر کہتی رہی تھی۔

''تت...... تمہیں کسی نے کہا۔'' وہ حواسوں میں لوٹتی نگاہ چرا گئی تھی۔

''میں نے پاپا اور مما کی باتیں اتفاقاً سن لی تھیں ویل اگر چانس کا موقع فراہم کیا گیا تو چانس مس نہ کرنا بلا جھجک احد بھائی کا نام قرعہ ڈالنا یو نو ایسے بظاہر خشک اور روکھے پھیکے انسان جب محبت کرنے پہ آتے ہیں تو انتہا کر دیتے ہیں تم بہت خوش رہو گی بلکہ رشک کرو گی اپنی قسمت پہ اس بات کی گارنٹی میں تمہیں دیتی ہوں۔'' وہ بے تکان بولتی رہی تھی جب کہ وہ بہت آہستگی سے اپنی جگہ سے اٹھ کر چلی گئی تھی۔

''پاپا...... پاپا پلیز ون اے منٹ۔'' وہ ان کے پیچھے بھاگتی ہوئی گیراج میں آئی تھی، پاپا جو احد مرتضٰی سے کوئی بات کرتے گاڑی کا لاک کھول رہے تھے چونک کر پلٹے بلکہ ان کے ساتھ وہ بھی متوجہ ہوا تھا اور خفیف سی ناگواری سمیت اسے دیکھنے لگا تھا وہ اسے روبرو پا کر ایک پل کو نروس سی ہو گئی، شاید اس سے سامنے کی توقع نہیں تھی۔

''ہاں بیٹے بولو اپنی پرابلم۔'' وہ تو اگلے ہی پل نگاہ کا زاویہ بدل چکا تھا مگر اس میں بولنے کی سکت جیسے باقی نہیں رہی تھی اعتماد بھی زائل ہوا تھا ان نگاہوں کی تخی پہ اور بینش پاگل ہے جو کہتی ہے اس کے دل میں میرا خیال ہو گا جو پروپوزل دیا ہے اس کا حلق کڑوا ہونے لگا۔

''پاپا وہ......''

''ہاں بیٹے کہو۔'' انہوں نے مسکرا کر اپنائیت سے کہتے حوصلہ دلایا مگر اس کی نگاہ احد مرتضٰی کے چہرے کی بے زاری اور بار بار کلائی پہ بندھی رسٹ واچ اس الجھتی نظر میں اٹکی تھی۔

''سوری پاپا میں نے آپ کو ڈسٹرب کیا ہم رات کو بات کر لیں گے۔'' اس کا دل ایک دم سے بوجھل ہوا تھا، اپنی بات مکمل کر کے وہ رکی نہیں تھی۔

''حیار کو بیٹے کم ہیئر۔'' وہ آگے بڑھے تھے اور اس کے شانے پہ بازو دراز کر دیا تھا۔

''ڈسٹرب ہو کوئی بات ہے۔'' وہ اسے ساتھ لگائے جس محبت اور نرمی سے سوال کر رہے تھے وہ اپنائیت اور محبت ہی ان کی آنکھوں میں نمی بھر گئی تھی سر جھکا ہونے کے باوجود اسے ان نگاہوں کی چبھن بہت شدت سے محسوس ہو رہی تھی۔

''پاپا، مما پاکستان آ چکی ہیں رات انہوں نے مجھے فون کیا تھا یہی بتانا چاہ رہی تھی میں آپ کو اپنچوئلی میں ان سے ملنا چاہ رہی ہوں پاپا۔'' کئی ثانیوں تلک کچھ بول نہ پائے تھے پھر خود کو سنبھال کر جبراً مسکرائے۔

''ہاں تو ٹھیک ہے مل آنا بلکہ میں حسان کو تمہارے ساتھ بھیجوں گا لیکن ایک بات انہوں نے انگلی اٹھائی زیادہ سے زیادہ ایک ہفتہ اور اس دوران روز پاپا کو فون کرنا ہے پاپا آپ کے بغیر اداس ہوں گے پرامس۔'' انہوں نے جس مان اور استحقاق سمیت کہا تھا وہ ہر احساس کو جھٹکتی ہلکی پھلکی ہو کر مسکرا دی تھی۔

''پرامس۔'' اس نے ہنستے ہوئے ان کے ہاتھ پہ اپنا ہاتھ رکھ دیا تھا۔

وہ تیار ہو کر پورچ میں آئی تو حسان کی بجائے احد مرتضٰی کو ڈرائیونگ سیٹ پر براجمان دیکھ کر بے ساختہ الجھ کر پاپا کو دیکھا تھا۔

''سفر لمبا ہے بیٹے اور رات بھی ہو رہی ہے حسان ابھی بچہ ہے میں نے مناسب یہی سمجھا کہ......''

''مگر پاپا۔'' اس کا لہجہ مدھم ہو کر سخت احتجاج سمیٹ لایا۔

''بیٹا جی تو چاہ رہا تھا خود تمہیں وہاں چھوڑ کر آتا مگر میں دانستہ ایسا نہیں کرنا چاہتا۔'' اس پل انہوں نے کسی سے کیوں نظر چرائی تھی وہ جانتی تھی سو بغیر کچھ کہے ان کے اوپن کیئے گئے فرنٹ ڈور سے اندر بیٹھ گئی۔

''اپنا خیال رکھنا اور فون ضرور کرنا۔'' وہ کھڑکی پہ جھک گئے تھے۔

''جی پاپا۔'' اس نے آہستگی سے کہتے سر ہلایا، انجن ہولے سے غرایا اور گاڑی حرکت میں آ گئی اس نے بے نیاز ہم سفر پہ نگاہ ڈالی اور سیٹ کی پشت سے سر ٹکا کر آنکھیں موند لیں خاموشی لاتعلقی اور بے زاری کا احساس گاڑی کے ماحول پہ جیسے اپنا تسلط جمانے لگا وہ بہت جلد بیرونی نظاروں سے بھی اکتاہٹ محسوس کرنے لگی تھی کرنے کو کچھ بھی نہیں تھا وہ تو جلدی میں اپنا واک مین اور کیسٹ پلیئر بھی بھول آئی تھی اس نے ایک خشک نگاہ اس کے سپاٹ اور کس حد تک مغرور چہرے پہ ڈالی اور گہرا سانس کھینچ کر سیدھی ہو بیٹھی اس کی نگاہ ڈیش بورڈ پہ بے ترتیبی سے اوندھی سیدھی پڑی سی ڈیز میں الجھی تھی پتہ نہیں اس کی اس قسم کی جسارت پہ وہ اسے کیا کچھ نہ سنا ڈالے اس کے منہ لگنا مقصود نہیں تھا جبھی وہ چپکی رہی تھی وہ تو اتنا ہی بے نیاز اور ریلیکس نظر آ رہا تھا جیسے اس کے علاوہ کوئی اور وجود گاڑی میں موجود ہی نہ ہو بے زاری و اکتاہٹ میں اضافہ ہوتے جمائیں آنا شروع ہو گئیں۔

پتہ نہیں کیوں سفر کے دوران اسے نیند بہت آیا کرتی تھی مما تو اس کی اس عادت سے بے زار تھیں یہی وجہ تھی کہ اس کی پر زور خواہش پہ بھی انہوں نے اسے گاڑی نہیں لے کر دی تھی اس کے احتجاج کے جواب میں انہوں نے بہت پر سکون انداز میں کہا تھا۔

''مجھے ڈر لگتا ہے حیا میں تمہیں کھونا نہیں چاہتی اس سے کھونے اور پانے کا کیا تعلق ہے مما۔'' وہ جھنجھلاہٹ کا شکار ہوتی پاؤں پٹختے لگی تھی۔

''گاڑی میں سوار ہوتے ہی تمہیں نیند کے جھونکے آنا شروع ہو جاتے ہیں گویا سفر نہ ہو گیا سلیپنگ پلز ہو گئیں جو تمہیں لوری دے کر منٹوں میں سلاتی ہے۔''

''مگر مما ڈرائیور کے دوران میں کیسے سوؤں گی۔'' وہ زچ ہوتی تھی پھر بھی وہ قائل نہ ہوئی تھیں۔

''میں نے کہا نا میں یہ رسک نہیں لے سکتی بس۔'' دوٹوک انداز میں انہوں نے انکار کیا تھا اسے بہت دکھ ہوا تھا اب جب کہ پاپا نے اسے گاڑی لے کر دی تو برسوں پرانا خواب پورا ہونے پہ اسے بے تحاشا خوش ہوئی تھی۔

''البتہ یہ احتیاط ضرور کی کہ پاپا کو مما کے اس خدشے کے متعلق بتانے کی غلطی نہیں کی۔''

ڈرائیو کے دوران واقعی اسے نیند کبھی نہیں آئی تھی اور وہ اس بات پہ بہت مسرت بھی محسوس کرتی رہی تھی مگر اب اس نے لمبی جمائی لیتے ہوئے ایک بار پھر اس کے روڈ اور پر نخوت چہرے پہ ذرا کی ذرا نگاہ کی اس سے تو کسی اچھی بات کی توقع بہت تھی کجا دل کی انہونی خواہش پہ کسی طلسماتی لمحے اور دل پہ نقش ہونے والے مسحور کن جملے اسے اپنی ہی سوچ میں ہنسی آئی اتنی بورنگ کمپنی میں اسے صرف بے زاری ہی محسوس ہو سکتی تھی یا پھر نیند آ سکتی تھی اس نے گردن موڑ کر پچھلی سیٹ کی چوڑائی اور نرماہٹ کو للچائی ہوئی نظروں سے دیکھا اور بہت حسرت سے سوچا تھا کاش وہ پچھلی سیٹ پہ ہوتی تو بہت ریلیکس ہو کر یہ طویل اور بور سفر منٹوں میں کاٹ سکتی تھی ایک گہرا سانس بھر کے اس نے ایک بار پھر جمائی لی تھی اور سر سیٹ کی پشت سے ٹھیک کر آنکھیں موند لیں۔

نیند میں ہی کہیں اس کا سر ڈھلک کر اپنے دھیان میں گم ڈرائیونگ کرتے احد مرتضٰی کے شانے سے جا لگا تھا اور یہی لمحہ جیسے قیامت خیز

ثابت ہوا تھا ایک لمحے کو تو وہ حق دق ہوا تھا مگر اگلے ہی لمحے وہ غیض و غضب سے پھنکارا ایک زبردست جھٹکے سمیت اسے پیچھے کی جانب دھکیل چکا تھا۔

''اپنے آپے میں رہیں محترمہ نیند کا مصنوعی ڈرامہ رچا کر خالص فلمی قسم کی تھرڈ کلاس سچوئشین کری ایٹ کرنے کی ضرورت نہیں۔'' وہ بولا نہیں غرایا تھا جو تپش لہجے میں تضحیک کا رنگ تھا وہ سراسر آگ لگا دینے والا تھا، کچی نیند کے خمار سے سرخ ہوتی آنکھیں پوری وا کیے وہ جو اس افتاد پہ حواس باختہ کچھ نہ سمجھنے والے انداز میں اسے دیکھ رہی تھی جیسے بات کا سرا ملتے بیک وقت شرم اور غیض سے منجمد سی بیٹھی رہ گئی مگر اگلے لمحے وہ جیسے توہین کے سلگتے احساس سمیت زخمی ناگن کی طرح پھنکاری تھی۔

''ک......کیا مطلب ہے آپ کا۔''

''مطلب جو بھی تھا بہرحال مجھے اس قسم کے ہتھکنڈے متاثر نہیں کر سکتے۔'' ایک دہکتی نگاہ اس پہ ڈال کر وہ جس اہانت آمیز لہجے میں بولا تھا وہ حیا کو غم و غصے سے پاگل کرنے کو کافی ثابت ہوا تھا۔

''بکواس بند کرو تم اپنے کرتوت چھپانے کو مجھ پہ الزام دھرتے تمہیں شرم آنی چاہیے بڑے پارسا بنے پھرتے ہو اونہہ میری بے خبری میں سرزد ہو جانے والی ایک قطعی بے اختیاری فعل کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتے تم کیا ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہو۔'' اس کی آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے تو غم و غصے کو زیادتی سے آواز پھٹ سی گئی تھی اس کا بس نہیں چل رہا تھا اس قدر گھٹیا سوچ رکھنے والے شخص کو شوٹ کر دے یا پھر زمین پھٹے تو خود اس میں سما جائے وہ تو آگ بگولہ ہو رہی تھی احد نے اس کے واویلے پہ کان نہیں دھرے اور بدستور ڈرائیو کرتا رہا۔

حیا کو ایک پل کو لگا جیسے اس نے محض اسے نیچا دکھانے کو یہ حرکت کی ہے اس سوچ کے ساتھ ہی اندر موجود تپش بھڑکتے الاؤ میں ڈھل گئی۔

''ارے میں تو لعنت بھی نہ بھیجوں تم پہ۔''

''اسٹاپ اٹ۔''

''انف چپ ہو جاؤ ورنہ میں اٹھا کر کھڑکی سے باہر پھینک دوں گا تمہاری یہ بکواس سننے کو مزید ایک منٹ بھی نہیں تیار ہوں سمجھیں۔'' غرا کر الٹ پڑا مگر حیا خاموش نہیں ہوئی اس کے اندر تو جوار بھاٹے اٹھ رہے تھے۔

''گاڑی روکو۔'' وہ اس کی سمت رخ پھیرتے ہوئے چلائی تو احد مرتضیٰ نے ایک پل کی تاخیر کے بغیر بریک لگایا تھا گاڑی ایک زوردار جھٹکے سے رکی اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتا وہ گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر نکل گئی تھی وہ کھولتے ہوئے دماغ اور چٹختے اعصاب لئے کچھ دیر تلک یونہی بیٹھا اسے دیکھتا رہا گاڑی اس وقت نہر کے پل سے گزار رہے تھے شام مکمل طور پہ ڈھل چکی تھی اور ہلکا اندھیرا ہر سو اپنا تسلط جما چکا تھا۔

اوائل ستمبر کی یہ ایک خنک اور خوشگوار رات کا آغاز تھا دور آسمان پہ نوخیز ننھا سا جگنو کی مانند چمکتا ستارہ جگمگ جگمگ کر رہا تھا نہر کے خاموش پانیوں پر تیرتے خشک پتے اور درختوں کے کہیں اندر چھپ کر بیٹھے پرندوں کی مدھم آواز کے سوا ہر سو ایک مہیب خاموشی کا راج تھا اس نے سڑک کنارے کھڑی لال بھبھوکا چہرا لئے حیا کو بیگ کھول کر سیل فون نکالتے اور نمبر پش کرتے دیکھا تو کسی انہونی کے خیال کے تحت حواسوں میں لوٹتا ایک جھٹکے سے دروازہ کھول کر باہر نکلا تھا اور بہت جارحانہ انداز میں اسکی جانب آتے ہی بھڑک کر بولا تھا۔

''یہ کیا بدتمیزی ہے چاچو کو فون کر کے پریشان کرتے تمہیں ذرا بھی شرم نہیں آئی۔'' سیل فون اس کے ہاتھ سے جھپٹا مار کر چھینتے ہوئے وہ دوسرے ہاتھ سے اس کی کلائی پکڑ کر کھینچ کر گاڑی میں پٹخنا چاہتا تھا کہ وہ اس کا ارادہ بھانپتے ہوئے اچھل کر کئی فٹ دور ہوئی تھی۔

''ہاتھ مت لگانا مجھے اور اپنی یہ منحوس شکل لے کر یہاں سے دفعان ہو جاؤ ورنہ میں اس نہر میں چھلانگ لگا کر خودکشی کرنے سے بھی دریغ نہیں کروں گی۔''

''مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں ہوگا کہ تم بعد میں سولی چڑھتے ہو یا عمر قید کاٹتے ہو۔'' اسے ساری زندگی کا غصہ جیسے انہی لمحوں میں آیا تھا مگر بات کے اختتام پہ اس کا گلا رندھا تھا تو آواز بھاری ہو گئی تھی احد مرتضیٰ نے بہت چونک کر اس کے قہر ساماں تاثرات اور آنکھوں سے برستی جارحیت کو دیکھا اس جارحیت میں جو جنوں خیزی اور انتہائی تلخی تھی وہ جیسے چیخ کر اسے اپنی کہی بات کے صرف دھمکی نہ سمجھنے اور واقعی وہ سب کر دکھانے کا اعلان کرتی محسوس ہوئی تو لب بھینچ کر تمام اشتعال اندر ہی دبا گیا تھا۔

''دیکھیں میرا مقصد......''

''شٹ اپ۔'' اس سے قبل کہ وہ اس کی بلبلاتی ہوئی عزت نفس اور مجروح پندار پہ جھوٹی تسلی کا پھایا رکھتا وہ بدک کر غرائی تھی۔

''نو آر گو منٹ میرا سیل فون واپس کرو اور چلتے پھرتے نظر آؤ تم جیسے پست سوچ کے مالک کے ساتھ میں ایک منٹ بھی مزید اکٹھا نہیں گزار سکتی۔'' احد مرتضیٰ نے لب سختی سے بھینچ کر غصیلے انداز میں اسے گھورا تھا اور ایک بڑا قدم اٹھا کر بالکل اچانک اس کی کلائی اپنی فولادی ہاتھ کی گرفت میں جکڑی اور اس کی شدید مذاحمت پہ دھیان دیے بنا گاڑی تک لانے کے بعد فرنٹ ڈور اوپن کرتے ہوئے اسے سیٹ پہ پٹخنے کے انداز میں پھینک دیا تھا خود گھوم کر ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور سخت طیش کے عالم میں دروازہ کھولنے کی کوشش کرتی حیا کے اوپر سے بازو پھیلا کر پہلے کھڑکی کا شیشہ چڑھایا تھا پھر دروازہ لاکڈ کر دیا۔

''اب یہ کوشش فضول ہوگی اگر ابھی بھی خودکشی جیسا عمل خیر کرنے کی خواہش ہو تو شوق فرما لیں۔'' اسے لاک سے الجھتے دیکھ کر اس نے تمسخر اڑاتی نگاہوں سمیت اسے دیکھ کر کہا تو حیا کو اپنی پیشانی سلگتی ہوئی محسوس ہوئی تھی وہ ایک جھٹکے سے مڑی تھی اور اگلے ہی لمحے اس کا گریبان پکڑ کر جھٹکا دیتے ہوئے ہذیانی انداز میں چیخی تھی۔

''ضرور کروں گی میں خودکشی مگر اس سے پہلے تمہیں ضرور شوٹ کروں گی کیا سمجھ کر اتنے گھٹیا الزام لگائے تم نے مجھ پہ۔'' اس پہ تو جیسے خون سوار ہوا تھا اشتعال اور وحشت سے بپھرے ہوئے انداز لئے وہ آنکھوں میں مچلتے آنسوؤں کو گالوں پہ بہنے سے کسی طور نہ روک پائی اور جانے کیوں اس ایک پل میں احد مرتضیٰ کے مضبوط سینے میں موجود دل جیسے ڈگمگا سا گیا تھا لب کا نچلا کونہ دانتوں تلے دابے وہ اس کے مریل ہاتھوں سے اپنا کالر چھڑاتا چہرے کا رخ پھیر گیا، اس پل وہ چاہنے کے باوجود کچھ نہیں کہہ سکا جب کہ وہ خوب رو کر جی کا غبار ہلکا کرتے سیدھی ہو کر بیٹھ گئی تھی احد مرتضیٰ لب بھینچے ڈرائیونگ میں مصروف تھا۔

گہری نیند سے آنکھ کسی احساس کے زیر تحت ہی کھلی تھی اس نے بوجھل پلکیں بامشکل اٹھا کر صورتحال سمجھنا چاہی مگر خوابیدہ زمین پوری طرح بیدار نہ ہو سکا تھا۔

''آئی ایم ساری فار دیٹ بلیو می، اس گستاخی کا مرتکب کبھی نہ ہوتا اگر جو آپ کی منزل نہ آ چکی ہوتی۔'' اس کی نیند کے خمار سے گلابی ہوتی آنکھوں میں اپنی خفیف سی شرارت سے چمکتی آنکھیں گاڑھ کر لبوں میں مچلتی مسکراہٹ دبائے اس کا گال آہستگی سے تھپتھپاتا وہ بظاہر بہت متانت اور ٹھہراؤ سمیت گویا تھا اس کے ذرا سے حواس بحال ہوئے تو پرحدت ہاتھ کا لمس

محسوس کرتے ہی اسے جیسے ہزار وولٹیج کرنٹ لگا تھا، اپنا سر اس کے شانے پہ ٹکا دیکھ کر وہ لمحے کے ہزارویں حصے میں بدک کر پیچھے ہوئی تھی، خفت و خجالت تھی یا بے بسی اور گھبراہٹ کہ وہ خود کو زمین میں گھڑتا محسوس کرتی اس سے خود سے بھی نگاہ نہ ملا پائی، یعنی جس بات پہ اچھا خاصا ہنگامہ ہو چکا تھا وہ پھر سے اسی حرکت کی مرتکب ہو چکی تھی اس وقت وہ صرف اپنی نیند کو کوس رہی تھی

"یہ اپنا سیل فون لے جایئے اور اگر ناگوار خاطر نہ ہو تو یہ شال بھی بی کوز باہر بارش ہو رہی ہے اور طوفانی ہوائیں بھی۔" اس سے پہلے کہ وہ گاڑی کا دروازہ کھول کر اڑنچھو ہوتی اس کی آواز پہ تپتی ہوئی پیشانی اور سلگتے چہرے کو اٹھائے بغیر ہاتھ بڑھا کر دونوں چیزیں لے لی تھیں۔

"تھینکس اے لاٹ اگر آپ مناسب سمجھیں تو میں آپ کو اندر چھوڑ دوں۔" اسے شال اوڑھے بہت گہری نگاہوں سے دیکھتا وہ بہت آہستگی سے گویا ہوا تھا حیا نے جھکی پلکیں ذرا کی ذرا اٹھائی تھیں اسے سمجھ نہ آ سکی تھی وہ مشکور کیونکر ہوا تھا یقیناً اس سفر نا خوشگوار کے اختتام کے احساس سمیت اس کا دل یکایک گہری یاسیت سمیٹ لایا۔

"نو تھینکس میں چلی جاؤں گی۔" آنکھوں میں تیزی سے امڈتی نمی کو پیچھے دھکیلتی وہ گاڑی کے کھلے دروازے سے نکل گئی، طوفانی ہواؤں کے جھگڑوں نے تیز بوچھاڑ سمیت اسے نہ صرف یکلخت بھگویا بلکہ سمٹ جانے پہ بھی مجبور کیا تھا جس پل وہ کال کا بٹن پش کر رہی تھی اس نے پلٹ کر دیکھا تھا گاڑی کی ہیڈ لائیٹس اندھیرے میں کسی جگنو کی مانند چمکتی دکھائی دے رہی تھیں اس نے گہرا سانس کھینچا اور خود کو مما کے سامنے کے لئے تیار کرنے لگی۔

"حیا بیٹے کل یا پرسوں تلک قوی امید ہے رمضان المبارک کا چاند نظر آ جائے گا۔" وہ صوفے پہ نیم دراز فیشن میگزین کی ورق گردانی کر رہی تھی جب مما نے اندر جھانک کر پہلے اسکی موجودگی کا تعین کیا تھا پھر قدم بڑھا کر قریب آتے ہوئے بولیں تھیں۔

"ہوں میں نے اپنی فرینڈز اور کزنز کو ایس ایم ایس کے ذریعے پیشگی مبارک باد دے دوں گی تھینکس فار انفارمیشن۔" میگزین ٹیبل پہ پھینکا اور خود سیدھے ہونے کے بعد ان کے ہاتھ سے چائے کا مگ تھام لیا۔

"حیا بیٹے وہ ایکچوئلی ایک پرابلم ہے۔" مما نے سپ لیتے ہوئے قدرے الجھ کر اسے دیکھا تو وہ جو انہیں ہی دیکھ رہی تھی انہیں تذبذب اور ہچکچاہٹ میں مبتلا محسوس کر کے قدرے چونکی تھی۔

"ہوں کہیں مما اپنی پرابلم۔" اس نے مگ سائیڈ پہ رکھنے کے بعد پوری طرح انہیں اپنی توجہ کا احساس دلانا چاہا۔

"وہ دراصل میں واپس جانا چاہ رہی ہوں تمہیں پتہ ہے سارا سیٹ اپ میری غیر موجودگی کی بدولت اپ سیٹ ہو جاتا ہے منیجر کتنا ہی کوآپریٹو کیوں نہ ہو بہرحال وہ جو اونر کی بات ہوا کرتی ہے وہ۔"

"لیس آئی نو آپ چلی جائیں بلکہ ایسا کرتے ہیں میں بھی چلتی ہوں۔"

"ک...... کیا۔" مما نے گھبرا کے کچھ ٹپٹا کر اسے دیکھا تھا وہ اب کے بری طرح چونکی۔

"کیا مما نہیں چاہتی کہ وہ ان کے ساتھ جائے پہلا خیال جو بہت سرعت سے دماغ میں گھسا تھا وہ یہ تھا اسے یکایک ایک انجانے سے دکھ سے احساس نے گھیر لیا۔" مما کے چہرے کے تاثرات اس کی سوچ کے عکاس تھے۔

"اپنی پرابلم مما۔" اس نے بدقت تمام کہا۔

"آں ہاں وہ ایسا ہے حیا کہ میں چاہتیں ہوں تم اب اپنے باپ کے پاس رہو، بیٹا اب تم بڑی ہو گئی ہو وہاں کے ماحول میں جوان لڑکیوں کا رہنا کیا تمہارا وہاں دل نہیں لگا کیا تمہارے باپ نے تمہاری شادی کے معاملے میں کوئی انٹرسٹ ظاہر نہیں کیا۔" بات ادھوری چھوڑ کر وہ اس سے سوال پہ سوال کرنے لگیں، وہ تو جیسے بے مائیگی کے احساس سمیت چپ بیٹھی خود کو سنبھالنے کی سعی میں مصروف تھی۔

"تمہارے نجیب انکل تھے نا وہی جن سے میں نے پچھلی بار دوبئی میں تمہارا انٹروڈکشن بھی کروایا تھا جنہوں نے ہماری کمپنی میں اپنے شیئرز میں انویسٹ کیے تھے ان سے میں نے شادی کر لی ہے یہاں وہ میرے ساتھ ہی آئے تھے مگر بہت بزی ہیں میں تمہاری ملاقات نہیں کرا سکی۔" وہ سر جھکائے بہت آہستگی سے جیسے کسی جرم کا اعتراف کر رہی تھی اور حیا تو جیسے اس انکشاف کی زد پہ آ کر پتھر ہو گئی تھی، پھٹی ہوئی آنکھوں میں تحیر لئے، وہ انگشت بدنداں میں انہیں ٹکر ٹکر دیکھے گئی۔

"اکیلی عورت کو یہ معاشرہ چین سے جینے نہیں دیتا تم بڑی ہو گی اس بات کا اندازہ تو تمہیں ہو گا پھر جب تم اپنے گھر کی ہو تمہیں تو میں اکیلی کیسے رہ پاتی۔"

"ہاں جبھی آپ نے اپنی عمر کی پرواہ کیئے بغیر......" اس کے اندر زہر پھیلنے لگا تھا۔

"حیا بیٹے میں چاہتی ہوں کہ تم اپنے پاپا کے پاس واپس چلی جاؤ یہ دن میرے پاس فراغت کے تھے جنہیں میں تمہارے سنگ بتا کر یادگار بنا لینا چاہتی تھی۔" وہ بدستور کہہ رہی تھیں اور وہ لب بھینچے خود کے پہرے بٹھائے ہوئے تھی مگر اس کے باوجود آنکھوں میں اترتی دھند نے آنسوؤں کی شکل اختیار کی تھی اور نمکین پانی بہت تیزی سے چھلکا تھا جسے ان سے چھپانے کی غرض سے وہ تیزی سے اٹھی تھی اور دوڑتے قدموں سمیت دروازہ پار کر گئی۔

مما کو اس سے دوبارہ یہ کہنے کی نوبت نہی آئی تھی اس نے اس وقت اسرار احمد کو فون کر تھا۔

"پاپا میں واپس آنا چاہ رہی ہوں آپ مجھے لینے آ جایئے پلیز پاپا آپ نہیں آ سکتے تو حسان بھجوا دیں مگر اس کے علاوہ کوئی اور نہیں۔" وہ ا خفا تھی کہ اس کا نام بھی نہیں لیا تھا۔

اگلی صبح پاپا کے ساتھ جب وہ واپس آ ر تھی اس قدر خاموش اور اداس تھی کہ پاپا چونک سے گئے تھے۔

"ماں سے مل کر خوشی نہیں ہوئی یا پاپا دوری کی وجہ سے یہ حال ہو گیا ہے۔" ان ہلکے پھلکے لہجے میں خفیف میں شوخی کی کھنک تھی م اس کا فگار دل یہ وار سہہ نہیں پایا تھا اور آنکھیں بہت تیزی سے گیلی ہو گئی تھیں، پہلی بات صحیح جب کہ دوسری غلط ہے اس نے جس قدر تلخی او درشتگی سمیت جواب دیا تھا وہ پاپا کو چونکانے ہی نہیں ٹھٹکانے کا بھی باعث بنی تھی۔

"یو مین تمہیں اپنی مما سے مل کر خوشی نہیں ہوئی اور پاپا کی دوری سے فرق نہیں پڑا کیا ہماری بیٹی ہم سے خفا ہے۔" وہ بے دھیان سے اس ایک بھیگی نم پلکیں دیکھنے لگے۔

نہیں اس نے ہر وقت خود کو سنبھال لیا تھا بھلا اس میں ان کا کیا دوش تھا یہ دکھ تو نصیب میں درج تھا اس نے بہت کرب سے سوچا تھا۔

"حیا بیٹے۔" وہ جیسے تھک کر سیٹ کی پشت سے سر ٹکا کر آنکھیں موندے پڑی تھی ان کی پکار پہ بے دلی سے متوجہ ہوئی احد سے کوئی ناراضگی ہے۔

"نہیں پاپا میں کیوں خواہ مخواہ کسی سے ناراض ہوں گی۔" اس نے نروٹھے پن سے جواب دیا اس ذکر کے ساتھ ہی اس کی صبیح پیشانی پہ بل پڑ گئے تھے۔

''پھر آپ نے اسے منع کیا۔''

''پاپا میں کسی ایسے شخص کے ساتھ سفر کرنا پسند نہیں کرتی جو مجھے اچھا نہ لگتا ہو۔'' اپنا آپ بہت خوبی سے چھپا کر وہ بہت تلخی سے گویا ہوئی جب کہ پاپا کتنی دیر تک کچھ بولنے کے قابل نہیں رہ پائے تھے۔

''احد آپ کو برا لگتا ہے بٹ وائے۔'' خاص دیر بعد وہ حیرت سے نکلے تو بے اختیار سوال کر ڈالا تھا حیا نے بے بسی کی نگاہ سمیت انہیں دیکھا تھا اور گہرا سانس کھینچا۔

''شاید اس لئے پاپا کہ میرا اور ان کا ذہن بالکل میچ نہیں کرتا۔''

''مگر بیٹے میں تو......'' وہ اچانک ہی لب بھینچ گئے تھے ان کے چہرے سے اضطراب چھلکنے لگا تھا۔

''پاپا آر یو او کے۔'' حیا کو ان کی پیشانی پہ اُمڈتی پسینے گھبراہٹ میں مبتلا کرنے لگا۔

''آر یو او کے پاپا۔'' گاڑی ایک زور دار جھٹکے سے رکی تھی اور وہ یوں ہانپ رہے تھے جیسے میلوں کی مسافت سے بنا رکے سرپٹ بھاگتے ہوئے آئے ہوں۔

''پاپا۔'' اس نے وحشت بھرے انداز میں ان کے کاندھے پہ ہاتھ رکھا۔

''کیا ہوا آپ کو؟''

''ک...... کچھ نہیں۔'' انہوں نے لب بھینچ کر جیسے خود کو کمپوزڈ کرنا چاہا۔

''نہیں کچھ ایسا ہے جو آپ مجھ سے چھپا رہے ہیں۔'' وہ مضطرب ہوئی تھی تب انہوں نے ایک نگاہ اسے دیکھا تھا اور جیسے بہت جبر سے مسکرائے۔

''یہ بات نہیں بیٹے بس ایک مس ٹیک ہو گیا مجھ سے شاید مجھے ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا کوئی بھی اسٹ... لینے سے قبل مجھے یہ حال تمہاری مرضی

ضرور معلوم کرنا چاہیے تھی چونکہ میں خود احد کو بہت پسند کرتا تھا میرے خیال میں وہ تمہارے لئے ہر لحاظ سے بہتر تھا پھر بھابھی کو بھی یہی خواہش تھی کہ تمہیں احد کی دلہن بنائیں جب انہوں نے مجھ سے سوال کیا تو میں بھی انکار نہیں کر سکا۔''

''واٹ۔'' اس کے اندر دھماکے سے ہونے لگے اور چہرے کی رنگت متغیر ہو گئی۔

''اٹس او کے میں بھابھی سے ایکسکیوز کر لوں گا بہر حال مجھے اپنی بیٹی سے بڑھ کر کچھ بھی نہیں ہے۔'' اس کے جھکے پڑے چہرے پر نگاہ ڈالتے وہ جیسے زبردستی مسکرانے کی کوشش میں مصروف ہوئے تھے، حیا نے چونک کر انہیں دیکھا اور جیسے اندر سے ڈھے گئی۔

یہ وہ شخص تھا اسے عمر بھر شاکڈ رہے تھے اسے اس کا اتنا خیال تھا اس کی پسند ناپسند کی اتنی اہمیت تھی کہ وہ اس کی خاطر اپنے رشتوں سے بھی بغاوت مول لے سکتا تھا اور ایک مما تھیں جنہوں نے عمر بھر اس کے ناز اٹھائے تھے اور اب اب اس وقت اسے بے سہارا کر دیا تھا جب جب شاید اس سب سے زیادہ ان کی ضرورت تھی اس کے گلے میں کچھ پھنسنے لگا تھا اور سر ڈھلک کر ان کے بازو سے آ ٹکا۔

''پاپا۔'' وہ بے اختیار رو دی تھی۔

''نہیں پاپا مجھے آپ کا ہر فیصلہ منظور ہے اس لئے پاپا کہ آپ میرے لئے غلط فیصلہ کبھی نہیں کر سکتے۔'' اس نے آنسوؤں کے درمیان کہا تھا پاپا کا ہاتھ اس کے سر پہ آ ٹھہرا۔

''اب تو میں پتھر راستوں پہ بھی چلنے کو با خوشی تیار ہوں احمد مرتضیٰ کہ اب پیش نظر انا و وقار نہیں باپ کی زبان کا پاس رکھنا ہے۔'' وہ آنکھیں موندے ہوئے دل ہی دل میں بولی تھی۔

بڑی اماں نے ایک بار پھر احد کی شادی ساتھ کرنے کی خواہش ظاہر کر دی تھی پاپا کو کیا اعتراض ہو سکتا تھا مگر انہیں جانے کون سا خدشہ لاحق تھا کہ رمضان المبارک میں ہی نکاح کی سنت کی ادائیگی پہ زور ڈالنے لگیں رخصتی بعد میں ہو جائے گی، پاپا نے اس پہ بھی اعتراض نہیں کیا وہ تو جب احد کو پتہ چلا تو کچھ لمحوں کو مارے حیرت کی زیادتی کے وہ بالکل گنگ ہو گیا تھا پاپا سے تو کچھ نہیں کہا البتہ انگاروں پہ چلتا ہوا اماں کے پاس آتے ہی برس پڑا تھا اس نے تو ابھی اپنی رضا مندی کا عندیہ ظاہر نہیں کیا تھا کجا اتنا بڑا اسٹیپ سے اس کا برا حال ہوا تھا۔

''بس نہیں چل رہا تھا کیا کچھ نہ کر ڈالے ہمارے وقتوں میں تو لڑکا لڑکی ایک دوسرے کو دیکھتے تک نہ تھے ذہنی مطابقت تو دور کی بات ہے بیٹا نکاح کے بعد اللہ کی طرف سے دونوں فریقین کے دلوں میں محبت اتاری جاتی ہے۔''

''اماں۔'' وہ جیسے سخت زچ ہوا تھا۔

''آپ کو مجھ سے دشمنی کیا تھی کہ ایک ایسی لڑکی کو میرے سر پہ سوار کرنے کا بندوبست کر ڈالا جسے میں سرے سے ناپسند کرتا ہوں ہے کیا محترمہ میں سوائے حسن کے میں کسی قسم کی لڑکی چاہتا ہوں یہ آپ جانتی تھیں۔''

''یوں تو وہ روزے صرف اس لئے نہیں رکھتی کہ اس سے بھوک برداشت نہیں ہوتی۔'' اس کا زہر میں بجھا لہجہ از حد طنز سمیٹے حقارت زدہ سا ہو گیا تھا۔

''بچی ہے ٹھیک ہو جائے گی محبت سے رام کرو گے تو۔'' ان کا انداز بدستور تھا۔

''اونہہ۔'' اس نے انتہائی درشتی سے سر جھٹکا۔

''یعنی میں پہلے اسے سدھاروں پھر کچھ امید رکھوں عمر بیت گئی نا اس جھنجال میں۔'' وہ پھنکارا تھا۔

''اچھا اب بس کرو تمہیں عادت ہے ہر بات میں لن ترانی کی جانتے بھی ہو میں نے یہ رشتہ کیوں ڈالا اسرار اس بچی کے لئے کتنا پریشان تھا، بینش کی طرح وہ اس کی بھی جلد شادی کرنا چاہتا تھا اتنے عرصے بعد اس کی صورت دیکھی تھی نگاہوں سے دور کرنا بڑے دل گردے کا کام تھا، اس کی آنکھوں کی حسرت کو پا کر ہی میں نے حیا کا نام لیا ورنہ میں نے تو ہمیشہ بینش کے لئے ہی ایسا سوچا تھا۔'' وہ کہہ رہی تھیں اور اپنی مما کا کوئی پیغام پہنچانے آئی حیا دروازے کی چوکھٹ پہ ہی ٹھہرے رنج اور بکی کے احساس سمیت جیسے اپنا وجود ریزہ ریزہ ہو کر ہواؤں میں بکھرتا محسوس کر رہی تھی۔

رمضان المبارک کی پندرہ تاریخ کو اس کا نکاح احد مرتضیٰ سے کر دیا گیا تھا ایجاب و قبول کے مراحل طے کرتے اس کا دل کیسے کیسے نہ سسکا تڑپا تھا بے مائیگی کا احساس اتنا شدید تھا کہ اس کے احساسات کو فریز کر گیا تھا کاش اس نے پاپا کی خاطر خود کو پامال نہ ہونے دیا ہوتا کاش تھوڑی سی بے حس اور خود غرض ہوتی کہ اپنی انا کو بچا کر انہیں تھوڑا سا دکھ دے دیتی مگر وہ بزدل تھی تو اس سے بڑھ کر ڈرپوک اس میں نہ پاپا کو کھونے کا حوصلہ تھا نہ اپنی یہ آخری پناہ گاہ سو بلبلاتی ہوئی انا کو کچلتے ہوئے اس نے نکاح نامے پہ سائن کرتے ہوئے خود کو کسی کے آگے گروی رکھ دیا تھا، شوخ اور چلبلی تو پہلے بھی نہیں تھی مگر اب تو ایسی چپ لگی تھی کہ وہ سب اس کی آواز سننے کو ہی ترس گئے تھے اس بات کا شکوہ حسان اور بینش کے علاوہ مما اور پاپا نے بھی کیا اور وہ ہر بار ہی پھیکے سے انداز میں مسکرا کر رہ گئی تھی۔

CamScanner

''کیا بات ہے نکاح کے ساتھ رخصتی نہ ہونے کا دکھ اتنا زیادہ ہے کہ......'' بینش نے اسے چھیڑا تھا اور وہ کوئی تاثر دیئے بغیر اس کے پاس سے اٹھ گئی تھی۔

''بیٹے اپنا خیال رکھا کرو دن بہ دن بجھتی کیوں جا رہی ہو شادی کے بعد تو لڑکیاں کھل کر گلال بن جاتی ہیں تم۔''

''یہی تو بات ہے مما اس کی ادھوری شادی جو کی ہے آپ نے اتنا ڈیشنگ اسمارٹ اور ہینڈسم دولہا تو دیا ہے مگر صرف کاغذات کی حد تک۔'' حسان نے بات پکڑ کر کھینچ کر لمبی کرتے ہوئے شوخی سے چھیڑ چھاڑ کا آغاز کیا اس کا چہرہ ضبط کی کوشش میں سرخ پڑا تھا، جسے شرم پہ معمور کیا گیا اور بات نبھ گی تھی۔

''بینش تو پرائی امانت ہے بیٹا مہمان ہے اس گھر میں اب اس گھر کا نظام تمہیں سنبھالنا ہے اپنی بیٹی کے عمر بھر نگاہوں کے سامنے رہنے کی جو خوشی مجھے اور تمہارے پاپا کو خدا کی طرف سے انعام کی صورت ملی ہے اس کے لئے ہم دن رات شکرانے ادا کرتے نہیں تھکتے، مگر بیٹے۔'' اس کے جھکے ہوئے سر کو دیکھتے ہوئے انہوں نے لمحے بھر کا توقف کیا تب اس نے یونہی لمبی پلکوں کی جھالریں اٹھا کر انہیں دیکھا تھا۔

''ماں ہونے کے ناطے یہ میرا فرض ہے کہ میں تمہیں اس درمیانی عرصے میں وہ سب کچھ بتاؤں سکھانے کی کوشش کروں جو میں سمجھتی ہوں بے حد ضروری ہے۔'' اس کی نا فہم نظروں کے جواب میں انہوں نے مسکرا کر اسے اپنے پہلو سے لگایا تھا اور سر پہ ہاتھ رکھ کر پیشانی چوم لی تھی۔

''احد چونکہ خود بہت مذہبی ہے تو بیٹے اس کی خواہش ہے کہ اسکی شریک حیات بھی ایسی ہی ہو، مائنڈ نہیں کرنا جانو یہ صرف اس کی خاطر نہیں ہمیں اپنی اصلاح اور دینی و دنیاوی بھلائی کے لئے بھی ایسا ضروری سوچنا اور عمل کرنا چاہیے، کل میں تمہیں سحری کے لئے جگاؤں گی روزہ رکھ لینا حوصلہ اور صبر دینے والی ذات تو اللہ کی ہے۔'' نرمی و آہستگی سے کہتے انہوں نے اس کا گال سہلایا تھا اور وہ شرمندگی سے سر جھکائے سوچنے لگی تھی کہ اسے خود سے یہ خیال کیوں نہیں آ سکا تھا۔

''پاپا آپ نے مجھے بلایا تھا۔'' وہ جو بہت بے تکلفی سمیت اندر آئی تھی احد مرتضیٰ کو ان کے ساتھ براجمان دیکھ کر فطری طور پہ جھجک سی گئی۔

''اوہ لیس پاپا کی جانی یہاں آؤ۔'' انہوں نے مسکرا کر اس کے چہرے پہ شفیق نگاہ ڈالتے اپنے پہلو کی سمت اشارہ کیا تھا۔

''جی پاپا۔'' احد کی موجودگی کے باعث وہ بہت ریزرو ڈ سی ہو کر بولی تھی۔

''کیا بات ہے بہت چپ چپ رہنے لگی ہے ہماری بیٹی کیا میں سمجھوں کہ میری وجہ سے تم خود پہ جبر کر رہی ہو۔'' احد کے سیل پہ بیپ ہوئی تو ایکسکیوز کرتا ہوا اٹھ کر باہر نکلا تھا وہ جو بے خیالی میں ہی ہلتے پردے کو دیکھے جا رہی تھی اس بات پہ ہڑ بڑا کر ان دیکھی گھبراہٹ کا شکار ہوئی تھی۔

''نو نو پاپا ایسا تو بالکل بھی نہیں۔'' ہاتھ مسلتے ہوئے وہ جانے کیوں نظریں چرا گئی تھی۔

''تو پھر مجھے ایسا کیوں لگتا ہے تم ہنسنا بھول گئی ہو دن بہ دن بجھتی جا رہی ہو، کہیں احد سے تو تمہیں کسی قسم کی شکایت۔''

''نہیں پاپا۔'' وہ بے بس سی ہوئی۔

''ایسا کچھ نہیں پاپا ڈونٹ یو وری۔'' اسے قطعی سمجھ نہیں آ پائی تھی وہ کسی طرح انہیں مطمئن کرے۔

''اچھا۔'' وہ جانے کیوں ذرا سا ے تھے۔

''او کے فائن لیکن بیٹے خوش رہا کرو، پاپا آپ کو خوش دیکھنا چاہتے ہیں۔'' انہوں نے اس کی پیشانی چومی تو وہ جانے کیوں اس پل اس کے گلے میں آنسو گرنے لگے تھے۔

''آج شام میں تیار رہنا تم نے پہلی بار روزہ رکھا ہے نا تو میں افطاری میں خصوصی ڈنر دینا چاہتا ہوں اپنی بیٹی کی خوشی میں۔'' وہ اس کا سر سہلا کر مسکرائے تھے اور وہ جھینپ سی گئی تھی۔

''اوہ کم آن پاپا میں بچی تھوڑی ہوں گھر پہ مما نے اتنا اہتمام کر لیا ہے اور اب آپ۔''

''اوہ تمہاری مما نے مجھے کچھ بتایا ہی نہیں۔'' وہ چونکے تھے۔

''سرپرائز دینا چاہ رہی تھیں۔'' اس نے ہنس کر پردہ چاک کیا۔

''اچھا چلو ٹھیک ہے ایسا کرتے ہیں۔''

''چاچو اگر آپ مصروف ہیں تو ہم بعد میں ڈسکشن کر لیں گے۔'' تبھی وہ ایک بار پھر اندر آیا تھا اور سرسری نگاہ ان سے لگی بیٹھی حیا پہ ڈال کر بولا تھا۔

''ارے نہیں آؤ تم بیٹھو مجھے تم سے بھی بات کرنا ہے۔''

''جی۔'' وہ جیسے نا چاہتے ہوئے بھی مسکرایا اور ان کے ساتھ آ بیٹھا۔

''او کے پاپا میں چلتی ہوں، غالباً مما مجھے بلا رہی ہیں۔'' وہ اس نگاہوں کا اٹھنا اور ٹھہرنا محسوس کر چکی تھی کچھ گھبرا کر کہتی اٹھی اور ان کے جواب کا انتظار کیے بغیر باہر نکل گئی۔

''عجیب ہو تم دونوں ہی نکاح ہو جانے کے باوجود اتنا ریزرو ڈ رہتے ہو آج کل کا دور بہت بدل گیا ہے اس کے باوجود بیٹا تمہارے اس رویئے نے ہم سب کو ہی بہت الجھا دیا ہے۔''

''حیا سے بات کیئے بغیر میں نے بھابھی کو ہاں کہہ دی تھی تو عندیہ تم سے لینا باقی تھا کیا سمجھیں ہم کہ......''

''چاچو۔'' وہ جو متحیر سا ہو کر انہیں دیکھ رہا تھا گڑ بڑا کر کہتا ان کے دونوں ہاتھوں کو اپنی گرفت میں جکڑ کر بولا تھا۔

''آپ میرے مزاج سے تو آگاہ ہیں چاچو۔'' بہت لیا دیا انداز ہے۔

''میرا اور پھر حیا مجھے صحیح طور ان کے مزاج کا بھی اندازہ نہیں شادی کے بعد۔''

''بیٹے شادی میں ابھی کچھ وقت ہے حیا پڑھنا چاہتی ہے اس نے مجھ سے کہا ہے کہ میں اس کی تعلیم کے دوران اسے ڈسٹرب نہ کروں یہی بات تو میرے خدشے کو پریشانی میں ڈھال رہی ہے اس دوران میں چاہتا ہوں کہ تم اسے نا صرف سمجھو بلکہ اسے یہ احساس دلاؤ کہ تمہارے نزدیک اس کی کیا اہمیت ہے بیٹے وہ...... وہ مجھے بہت عزیز ہے۔'' بات کرتے کرتے وہ لب کچلتے ہوئے آنکھوں کی نمی اندر اتارنے لگے تھے احد نے ان کے ہاتھ تھپتھپا کر گویا تسلی دی تھی۔

''ڈونٹ یو وری چاچو آپ کو آئندہ شکایت کا موقع نہیں دوں گا۔'' وہ آہستگی سے کہتا انہیں مطمئن کرنے کو بولا تھا۔

وہ کچن میں موجود تھی سحری کے لئے سالن بینش رات کو ہی پکاتی تھی آج اس نے منع کر دیا تھا۔

''قورمہ تو مجھے بھی بہت اچھا بنانا آتا ہے کھاؤ گی تو داد دیئے بغیر نہ رہ سکو گی۔'' اس نے مطمئن کیا تھا اور وہ مطمئن نہیں بھی ہوئی تھی تب بھی ظاہر نہیں کیا البتہ اس کی بات ضرور مان لی تھی سالن آخری مراحل میں تھا وہ سالن دم پہ رکھے ہرا دھنیا نہایت احتیاط سمیت باریک کاٹ رہی تھی جب آہٹ پہ بے اختیار پلٹی تھی، احد مرتضیٰ کو

CamScanner

روبرو پاتے ہی اس کے تاثرات میں بھرپور سنجیدگی اتری تھی۔

''اگر تکلیف نہ ہو تو ایک کپ چائے بنا کر کمرے میں دے دیجئے گا۔'' اسے جھٹکے پہ جھٹکا لگا تھا مگر اعصاب مضبوط تھے نگاہوں میں جو حیرانگی اسے وہاں موجود اور کام کرتے دیکھ کر آئی تھی اسے لہجے میں جھلکنے سے بہت خوبی سے بچا لیا تھا حیا کے لبوں پر تمسخرانہ مسکراہٹ بکھری تھی۔

''اس سے کیا فرق پڑتا ہے کہ میں کیا محسوس کرتی ہوں حکم حاکم مرد مفاجات کے تحت انکار کی جرأت بھلا کسے ہو گی۔'' چائے کا پانی رکھتے وہ پور پور سلگا کر ایک ایک لفظ چبا کر بولی تو احد جو پلٹ رہا تھا حیرت کی زیادتی سے منجمد ہو گیا۔

''جی کیا کہہ رہی ہیں آپ۔'' اس کی پھیلی ہوئی آنکھیں تحیر و استعجاب کے ساتھ ساتھ الجھن بھی سمیٹ لائی تھیں۔

''اتنے معصوم نہیں ہیں آپ سو پلیز ایکٹنگ مت کریں۔'' وہ جسے کچھ اور سلگی حیا اس کا تنبیہ سے بھرپور انداز اس کے لبوں پہ زہرخند بکھیر گیا۔

''معافی کا لفظ آپ کی ڈکشنری میں کہیں ہو گا تو سہی۔'' انداز ہنوز سرد اور طنزیہ تھا احد نے زچ ہوتے ہوئے اسے دیکھا تھا غصہ تو بہت آیا تھا اس کی سرکشی اور بے اعتنائی پہ مگر ضبط کر گیا کہ کسی سے عہد کیا تھا تو نبھانا بھی چاہتا تھا۔

''کل شام میں تیار رہیئے گا آفس سے جلدی آ جاؤں گا ڈنر باہر کریں گے۔'' چائے کا بھاپ اڑاتا مگ اس کے ہاتھ سے لیتے ہوئے وہ اگلے ہی لمحے یوں بات کر رہا تھا جیسے کچھ لمحوں قبل ان کے درمیان کوئی تلخی یا بحث ہوئی ہی نہ ہو۔

''سوری میں اس قسم کی عیاشیوں کی متحمل نہیں ہو سکتی اگر آپ کو اپنا وقت رنگین کرنا ہے تو اور......'' اس کی بات ادھوری رہ گئی تھی اس کا ہاتھ پوری قوت سے گھوم کر اس کے چہرے پہ نشان ثبت کر گیا تھا۔

''اگر مجھے عیاشی ہی کرنا ہوتی وقت کو رنگین کرنا ہوتا تو تم سے نکاح کے بندھن میں بندھنے کی ضرورت نہیں تھی مجھے ایسا موقع اس سے قبل میسر آ چکا تھا تب میں لازماً یہ سب کر گزرتا۔'' وہ گال پہ ہاتھ رکھے ششدر کھڑی تھی وہ کپ شیلف پہ پٹختا ہوا انگارے چبا کر جھٹکے سے پلٹ کر چلا گیا تھا، وہ لڑکھڑا کر دیوار سے لگی تھی اور یونہی نیچے بیٹھتی چلی گئی۔

''میں آپ کو کبھی معاف نہیں کروں گی مما کہ آپ کی وجہ سے ہی مجھ پہ یہ عذاب مسلط ہوا ہے۔'' گھٹ گھٹ کر روتے ہوئے وہ بے اختیار شکوہ کر رہی تھی۔

''یہ بھائی تمہارے لئے لائے ہیں اف اتنے زبردست ڈریس ہیں کہ میں تو دیوانی ہی ہو گئی چھپے رستم ہیں بھائی اتنی زبردست چوائس ہے ان کی مجھے تو بس حیرت ہی ہو رہی ہے۔''

حیا عشا کی نماز کے لئے وضو کرنے نکلی تھی جب بینش بڑے بڑے شاپنگ بیگ لئے جوش مسرت سے تمتمائے چہرے اور چہکتے لہجے میں کہتی اس کے پاس آئی اس کے چہرے پہ تختی سی چھا گئی۔

''دیکھو گی نہیں تم اسے۔'' بے نیاز انداز میں جائے نماز بچھاتے دیکھ کر بینش کو جیسے دھکا لگا تھا۔

''دیکھوں گی نماز تو پڑھ لوں۔'' اس نے لہجے کو حتی الوسع بے زاری اکتاہٹ اور تلخی سے بچایا تھا اس کے باوجود کہیں نہ کہیں سے چھلک ہی گئی تھی کہ بینش آنکھیں پھاڑے اسے گھورنے لگی تھی۔

''ایک بات تو بتاؤ یچی یچی۔'' وہ شاپر وہیں رکھ کے اس کے مقابل آ کر آنکھوں میں زبردستی گھستے ہوئے مشکوک سے انداز میں بولی تھی۔

''ہوں بولو۔'' حیا نے دوپٹہ نماز کے اسٹائل میں لپیٹے ہوئے مصروف سے انداز میں کہا۔

''حیا کہیں ایسا نہیں کہ تم بھائی کی بجائے کسی اور میں انوالو......''

''اوہ شٹ اپ اس قدر فضول خیال تمہیں میرے متعلق کیوں آیا۔'' وہ اس کی بات قطع کرتے ہوئے منہ بنا کر بولی تھی۔

''مجھے لگتا ہے جیسے تم اس بندھن سے خوش نہیں ہو۔'' بینش نے منہ لٹکایا تھا۔

''اگر ایسا ہو بھی تو اب کیا فائدہ بہرحال یہ تم اطمینان رکھو کہ میں کسی اور میں انوالو ہوں۔'' وہ بے نیازی سے کہہ رہی تھی۔

''تو میرے بھائی میں کیا کمی ہے بیچارے اتنے کیئرنگ میں تمہارے معاملے میں حساس بھی بہت ہیں تم پھر بھی خوش نہیں ہو وائے۔'' اس نے جرح کی۔

''اب کیا خوشی کے اظہار کو میں اچھل کود کروں یا پھر بلند و بانگ قہقہے لگاؤں۔'' وہ چڑی تھی۔

''کیا میں یہ سب کرتی نظر آتی ہوں تمہیں۔'' بینش نے اس پہ گرفت کی تھی وہ گہرا سانس کھینچ کر ہارے ہوئے انداز میں اسے دیکھنے لگی۔

''کیا چاہتی ہو صرف یہ کہ تم بھائی......'' بینش نے آنکھیں نکالیں۔

''لیو دس ٹاپک پلیز ابھی تو نماز پڑھنے دو۔'' جان چھڑانے والے انداز میں کہتی وہ واقعی اگلے لمحے نیت باندھنے لگی تو بینش کی پرسوچ نگاہ اس پہ جمی رہ گئی تھی۔

''میں نے آپ سے بکواس بھی کی تھی کہ اس قسم کی عنایات کی ضرورت نہیں۔'' وہ بہت مگن انداز میں بینش کے ساتھ افطاری کی تیاری میں مصروف تھی جب مما نے آ کر اسے یہ کہہ کر ڈسٹرب کیا تھا کہ احد اس کا منتظر ہے۔

''مم...... مگر کیوں؟'' وہ یکسر بھلائے بیٹھی تھی۔

''بیٹے کل اس نے آپ سے ڈنر کا نہیں کہا تھا۔'' مما الٹا حیران نظر آئیں۔

''جاؤ بیٹے وہ تو بالکل تیار ہے۔'' اور وہ سخت جھنجھلائی ہوئی قدرے سادہ اور پھیکا سا لباس منتخب کرنے کے بعد گویا چٹخے ہوئے کوئلے کی مانند سلگتی پورٹیکو میں آتے ہی اس پہ برسی تھی جو وائیٹ کلف شدہ شلوار سوٹ میں تک سک سے تیار گاڑی کے کھلے دروازے سے ٹیک لگائے موبائل پہ محو گفتگو تھا ایک نظر اسے دیکھتا گفتگو سمیٹ کر موبائل جیب میں ڈالتا اس کے لئے فرنٹ ڈور اوپن کرنے لگا۔

''میں یہاں نہیں بیٹھوں گی پچھلا دروازہ کھولیں۔'' وہ کھولتے اعصاب پہ قابو پاتی جھنجھلا کر بولی۔

''اس کے باوجود کہ آپ کی جگہ یہی ہے۔'' وہ ذومعنی فقرہ اچھال کر پچھلا دروازہ ان لاکڈ کرنے لگا تھا جب کہ وہ اس کے انداز کی ذو معنیت پہ ایک پل کو سن سی ہوئی تھی مگر اگلے ہی لمحے پھر سے اسی آگ میں جلنے لگی۔

''اتنا غصہ کس بات پہ آ رہا ہے، ویسے اس سادگی میں بھی آپ کچھ کم غضب نہیں ڈھا رہیں۔'' ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتے ہوئے آج وہ گویا اس کے چودہ طبق روشن کرنے کے درپے تھا، ایک پل کو بہت انوکھا سا احساس اس کے اندر تھرتھرایا تھا مگر اگلے ہی لمحے جیسے احساسات پہ برف آن گری۔

''میں تو کچھ اور ہی سوچ چکا تھا، اس رات کی طرح آج بھی آپ کی نیند ہمارے وارے

CamScanner

نیارے کروائے گی مگر آہاہ اگر ایسی ہی قسمت روشن ہوتی تو آپ انکار کرتیں۔'' بیک ویو مرر سے جھانکتی اس کی معنی خیزی کے احساس سے چمکتی شوخ نگاہیں اسی پہ جمی تھیں حیا کا دل دھڑکنا بھول گیا وہ تو بے ہوش ہونے کو ہوتی تھی۔

''یہ کس قسم کی فضول حرکتیں شروع کر دیں۔'' لو دیتے چہرے اور نگاہوں کو چراتی ہوئی وہ تیزی سے دھڑدھڑاتے دل کو سنبھال کر ناگواری کا بھرپور تاثر دینے کو ترخ کر گویا ہوئی تھی۔

''اتنے فاصلے پہ موجود ہو کہ میں ایسی ویسی حرکتوں کا مرتکب تو ہرگز نہیں ہو سکتا کچھ تو خوف خدا کریں۔'' الزام تراشی کرتے ہوئے اس کی معصومیت بھری خوبصورتی پہ استحقاق بھری نگاہ ڈالتا ہوا وہ مکمل طور پہ شرارت کے موڈ میں تھا حیا کا دل پل بھر کو تھم کر بے تحاشا دھڑکا لرزتی پلکوں کی باڑیں اٹھا کر اس نے بہت حیرانگی کی نگاہ سمیت اسے دیکھا تھا مگر اس کی نگاہ میں اتنی چمک اتنا بھرپور تاثر تھا کہ وہ اگلے ہی پل گھبرا کر نظریں جھکا گئی اور لبوں پہ مہر لگاتے ہوئے رخ پھیر کر باہر دیکھنے لگی، غنیمت گزری کہ باقی کا سفر خاموشی سے کٹا مگر وہ مسلسل اسے شاک لگا رہا تھا گلاس ڈور اوپن کر کے بہت مدبرانہ انداز میں خود سائیڈ پہ ہو کر اسے ریسٹورنٹ میں داخل ہونے کا اشارہ کیا تھا وہ لب بھینچ کر قدم بڑھا گئی تھی۔

پہلے سے ریزرو ٹیبل پہ آ کر اس نے جس خاص انداز میں چیئر گھسیٹ کر اسے شانوں سے تھام کر بٹھایا تھا وہ گڑبڑا کر شپٹا سی گئی تھی جب کہ اس کے لبوں کے گوشوں میں مچلتی مسکراہٹ جانے کیوں حیا کی آنکھوں میں دھند بھرتی جا رہی تھی۔

''اسٹاپ اٹ پلیز بند کریں یہ ایکٹنگ۔''

جب اس کے اصرار پہ بھی وہ سوائے جوس کے چند سیب لینے کے کچھ کھانے پہ آمادہ نہ ہوئی تو احد نے پلیٹ میں اپنے لئے نکالے چاولوں کا چمچ بھر کے اس کے منہ کی جانب بڑھا دیا تھا تب وہ جو تب سے بھری بیٹھی تھی آتش فشاں مادے کی مانند پھٹ پڑی تھی۔

''کیوں کر رہے یہ سب کس نے فورس کیا ہے آپ کو پاپا نے یا پھر آپکی ماں نے کہ ایک بے سہارا لڑکی کو توجہ کی بھیک دیں ایسی لڑکی جسے آپ پسند نہیں کرتے تھے اور جس سے آپ کی زبردستی شادی کر دی گئی۔'' وہ اشتعال میں آئی بپھری ہوئی لہر کی طرح اسے اپنی لپیٹ میں لے چکی تھی دھند نے پانی کی صورت اختیار کی تھی اور گال بھیگتے چلے گئے تھے جانے کتنے دنوں کا غبار تھا جو آج بہہ نکلا تھا، احد مرتضیٰ نے ایک نظر اس کے سرخ پڑتے چہرے پہ بہتے آنسوؤں کی قطاروں کو دیکھا تھا اور دوسری نظر اطراف میں موجود لوگوں کو جن میں سے بیشتر ان کی سمت متوجہ ہو چکے تھے کسی نگاہ میں استعجاب تھا تو کسی میں تحیر و دلچسپی کے رنگ اس نے گہرا سانس کھینچتے ہوئے لب بھینچے اور چمچ واپس پلیٹ میں رکھ دیا۔

''آپ غلط فہمی ہیں حیا۔''

''مجھے کسی دلاسے کی ضرورت ہے نا کسی وضاحت کی میں فقط آپ سے یہ کہنا چاہوں گا کہ براہ کرم یہ ناٹک بند کریں آف کورس اس کے بغیر بھی سب ٹھیک بھی ہے پھر یہاں کسی کی تسلی کی خاطر آپ یہ مصنوعی حرکتیں کر رہے ہیں، اگر آپ اپنے رشتوں کے سامنے لاچار ہوتے ہیں تو مجھے انہی رشتوں نے بے بس کیا ہے جو ہے جیسا ہے کہ بنیاد پر ہمیں اسے قبول کرنا ہے اینڈ ڈیٹ سیک سو بی کیئر فل نیکسٹ ٹائم پلیز۔'' گھٹی گھٹی آواز میں کہتی اٹھی تو احد ایک لفظ کہے بنا اس کی تقلید میں کھڑا ہو گیا تھا البتہ پیشانی کی ابھری ہوئی لکیریں اس کے موڈ کی خرابی کا واضح اظہار تھی۔

''یس کم آن۔'' دروازہ ناک ہونے پہ وہ جو ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بیٹھی بال برش کر رہی تھی برش رکھتے ہوئے کلنزنگ ملک کی بوتل اٹھاتے ہوئے سرسری سے لہجے میں بولی، انداز کی بے نیازی میں جو طمانیت تھی اسے مردانہ بھاری کھنکھار نے بکھیر کے رکھ دیا تھا وہ چونک کر پلٹی اور دروازے سے کچھ فاصلے پہ موجود احد مرتضیٰ کو دیکھ کر اس پر ہڑبڑاہٹ اور بوکھلاہٹ یکبارگی طاری ہوئی تھی۔

''غالباً آپ اس کی تلاش میں سرگرداں ہیں۔'' بیڈ کی پائنتی پڑا دوپٹہ اٹھا کر اس کی سمت بڑھاتے وہ بظاہر بہت سنجیدگی و متانت سمیت گویا ہوا تھا مگر متبسم نگاہوں سے چھلکتی شریری چمک اس کی شیٹاہٹ سے محفوظ ہونے کی واضح غماز تھی حیا پہ جیسے گھڑوں پانی پڑ گیا کھلے ہوئے ریشمی بالوں کے بیچ لو دیتا ہوا اجلا صبیح چہرا گویا اس وقت چودہویں کے چاند کو بھی مات دے رہا تھا اس پہ اس کی خجالت سے سرخ پڑی رنگت اور اٹھتی گرتی پلکوں کی جھالریں اسے تو گویا نگاہ چرانا دوبھر ہوا تھا۔

''رات کے اس وقت کیوں آئے ہیں یہاں۔'' دوپٹہ سلیقے سے شانوں پہ پھیلانے کے بعد بالوں کو سمیٹ کر جوڑے کی شکل میں لپیٹتی وہ خجالت کو سائیڈ پہ رکھتی اب کڑے تیوروں سمیت مخاطب ہوئی تو جواباً احد مرتضیٰ نے گہرا سانس کھینچتے ہوئے اپنے بیٹھنے کو مناسب جگہ تلاشتے اسے بہت اطمینان سے جواب دیا تھا۔

''اس وقت کا انتخاب کرنے پہ تم نے مجبور کیا ہے۔''

''واٹ۔'' اسے جیسے کرنٹ لگا تھا، تیوری چڑھا کر اسے گھورنے لگی۔

''کیا فضولیات ہے۔''

''فضولیات نہیں محترمہ پورا دن کا کوئی حصہ آپ ہمیں دستیاب جو نہیں ہوتیں بندہ بات کرنے کو تو کیا دیکھنے کو بھی ترس جائے۔'' بے لگام لہجہ اس پہ سوا بہکتی مچلتی وارفتہ نگاہیں حیا نے بری طرح سے چونک کر بغور اسے دیکھا اور ٹھٹھک سی گئی۔

''کیا یہ سب اس لئے کہ میں اس وقت اس کے ساتھ تنہا ہوں۔'' اس نے بدگمانی کی انتہا پہ جا کے اسے بہت مشکوک نظروں سے دیکھا تھا۔

''تمیز سے بات کریں انسانوں کی طرح۔'' وہ خائف تو ہوتی تھی مگر ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی جبھی کڑک کر بولی تھی۔

''آپ کا کیا خیال ہے اس طرح میں آپ کو آسانی سے دستیاب ہو جاؤں گی۔'' اس نے باقاعدہ آنکھیں نکالی تھیں۔

''ہو جاؤں گی کیا۔''

''ہو گی ہوں۔'' وہ جواباً بہت زعم سے کہتا اس کی آنکھوں میں جارحانہ سے انداز سے جھانک کر جانے کیا باور کرا گیا تھا کہ حیا کے وجود میں سنسنی کا احساس دوڑنے لگا۔

''آ...... آپ کہنا کیا چاہتے ہیں اگر مقصد مجھے خوفزدہ کرنا ہے تو میں......''

''ارے نہیں ڈرو نہیں میں تو بہت صلح صفائی سے تم سے بات کرنے آیا ہوں۔'' جواباً وہ جس بے نیازی سے بولا تھا حیا نے لب بھینچ کر شعلہ بار نظروں سے اسے گھورنے پہ اکتفا کیا۔

''بیشک نکاح ہوا ہے مگر میں باقاعدہ رخصتی کی رسم ادا ہو جانے کے بعد ہی اپنا حق استعمال کرنا پسند......''

''شٹ اپ آپ اس قسم کی فضول باتیں کرنے آئے ہیں۔'' اس کا چہرا بے تحاشا سرخ ہو کر دہکنے لگا تھا اس کی بات قطع کرتی وہ نہ صرف

CamScanner

نظر چرانے پہ مجبور ہو گئی تھی بلکہ خفیف سے انداز میں ذرا سا رخ بھی پھیر لیا۔

''نہیں پوچھنے تو یہ آیا ہوں کہ تم رخصتی سے انکار کیوں کر رہی ہو پلیز حیا انکار مت کرو اگر نہیں جانتیں تو جان لو کہ تنہا رہنا اب میرے بس کی بات نہیں ہے تنہائی کو گلے لگائے تھک گیا ہوں جبھی اب تمہیں......''

''احد مرتضیٰ شٹ یور ماؤتھ۔'' ٹوٹ کر اٹڈ آنے والے فطری حجاب پہ بامشکل قابو پاتے ہوئے وہ بے اختیار دبے ہوئے لہجے میں پوری ناگواری سے چیخی تو احد مرتضیٰ اپنی جگہ چھوڑ کر مضبوط قدم اٹھاتا قریب آ کے تھم گیا۔

''اگر انکار کرنا تھا تو نکاح کے وقت کرتیں اب اس انکار کی اہمیت صفر ہے سو خود کو تیار کر رکھو چند دن یہی سوچ لو پھر مجھے بتا دینا۔'' اس کی پیشانی سے لائن کھینچ کر ہونٹوں اور ٹھوڑی تک لایا، وہ بہت ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہہ کر بالکل اچانک پلٹا اور کمرے سے نکل گیا جب کہ وہ گم صم سی کھڑی جیسے اس کے الفاظ پہ غور کر رہی تھی۔

اس کی جرأت کے مظاہرے نے حیا کو ششدر کرنے کے ساتھ ساتھ خائف بھی کر دیا تھا اگلے کئی دن وہ اس سے خصوصاً چھپی پھری تھی اور رات کو ایک منٹ کے لئے بھی دروازہ ان لاکڈ نہ رہنے دیتی بلکہ بینش سے کہہ کر اس نے اسی کو ساتھ سلانا شروع کر دیا تھا ان حفاظت اقدامات کے باوجود جانے کیوں پھر بھی اس کا دل خدشات سمیٹے رکھتا اس سے پہلے کہ وہ موقع پا کر پھر اس پہ گرفت کرتا اس راہ فرار کا سنہرا چانس ہاتھ لگ گیا، پھپھو کے ہاں محفل میلاد تھی ساتھ میں افطاری سب سے پہلے اس نے جانے کا اعلان کیا تو احد مرتضیٰ نے سنجیدہ سی نظروں سمیت اس کا یہ انداز ملاحظہ کیا تھا۔

''ہاں بالکل اور بھائی جان آپ سن لیں حیا کو میں پورا ایک ہفتہ نہیں آنے دوں گی بھئی آخر پھپھو کا بھی حق ہے اس پہ۔'' پھپھو کو اس کا پرجوش مسرت بھرا انداز بہت بھایا تھا جبھی ساتھ لگا کر اعلانیہ انداز میں کہا تو احد مرتضیٰ نے لب بھینچ لئے تھے۔

''ارے بھئی اگر ایسی بات ہے تو پھر تم میری بجائے احد سے رجوع کرو۔''

''آف کورس حیا یہ سب سے زیادہ حق اب اسی کا ہے۔'' پاپا نے پرمزاح انداز میں کہہ کر جھٹلا چھوڑا تھا محفل میں مسکراہٹ اور ہنسی بکھر گئی حیا تپتے ہوئے چہرے سمیت اٹھ کر اپنے کمرے میں بھاگ آئی تھی۔

''مجھ پہ ڈورے ڈالنا اتنا آسان نہیں احد مرتضیٰ تمہارے دیئے گئے زخم ابھی تازہ ہیں بعد کی بعد کو [illegible] نہیں کہ میں تمہیں معاف کر دوں [illegible] نفرت اور کہاں یہ اتاؤلا پن اتنا پاگل کر رکھا ہے مجھے زہر خند سے سوچتے ہوئے اس نے بیگ میں کپڑے بھر لئے تھے۔

''یہ تم چند دن رہنے جا رہی ہو یا ہمیشہ کے ارادے سے۔''

''نان سینس احد بھائی کو تمہارا یوں منہ اٹھا کر چل دینا اچھا محسوس نہیں ہوا پھر بھی تم۔'' بینش جانے کب آئی تھی، اس پہ سوا اس کا یہ بات کرنے کا انداز اس کے تو سر پہ لگی تلووں پہ بجھی والا معاملہ ہو گیا۔

''بات سنو تم میری پہلی بات تو یہ کہ تمہارے بھائی نے نکاح کر کے مجھے اپنا زر خرید نہیں بنا لیا کہ اب میں ان کی ابرو جنبش کو دیکھ کر کام کرتی پھروں اور دوسرے یہ کہ جب تک میں اپنے باپ کے گھر پہ ہوں مجھے کسی تیسرے کو اہمیت دینے کی قطعاً ضرورت نہیں۔'' اس کا لہجہ ہی نہیں نظریں بھی آنچ دینے لگی تھیں، بینش نے

حیرانگی کی نگاہ سمیت اس کا یہ لڑاکا انداز دیکھا تھا اور کچھ کہنے کی کوشش میں منہ کھول کے رہ گئی جیسے عین وقت پہ لب بھینچ کر خود کو کچھ کہنے سے باز رکھا ہو جب کہ وہ انگارے برسانے کے بعد اب ڈریسنگ ٹیبل کے دراز کھول کر کھٹر پٹر کر رہی تھی بینش سر جھٹکتی واپس پلٹ گئی تھی۔

رمضان المبارک کا اختتام ہوا چاہتا تھا چاند کی آخری تاریخیں تھیں اسے وہاں آئے دس دن ہونے کو آئے تھے پاپا اور مما کے علاوہ بڑی اماں اور بینش نے بھی فون پہ اسے واپس آنے کا کہا تھا مگر وہ ابھی چند دن اور کہہ کر ٹال جاتی حسان تو باقاعدہ لینے آن پہنچا۔

''کیا ہے بھئی یہ ہمارے ساتھ نہیں رہ سکتی کیا ہمارا بھی کچھ رشتہ بنتا ہے اس سے تمہارے جتنا نہ سہی اس سے تھوڑا کم مگر ہے ضرور سو پلیز جاؤ واپس اور وہاں سب سے کہہ دو کہ حیا ہمارے ساتھ عید کرے گی۔'' پسند نے حسان کو زچ کرنے کے انداز میں یاور کرایا تھا جس پہ حسب سابق دونوں کی ٹھن گئی تھی۔

''تم چل رہی ہو حیا میرے ساتھ۔'' خاصی دیر اس کے ساتھ منہ ماری کرنے کے بعد حسان بہت لئے ہوئے انداز میں حیا کو مخاطب کر کے گویا ہوا تھا۔

''نہیں کہہ رہی ہے ناپسند کہ میں یہیں عید کروں گی۔'' پاؤں جھلاتے ہوئے اس نے جس لاپرواہی اور بے نیازی سمیت کہا تھا حسان ایک غصیلی نگاہ اس پہ اچھالتا تن فن کرتا واپس چلا گیا تھا۔

''آج شام کو تو دونوں عید کے لئے شاپنگ کر آنا شاہ دل سے کہنا لے جائے گا۔'' پھپھو اس کے فیصلے کی سنگینی سے لاعلم تھیں جبھی عید ساتھ منانے کی خوشی سے نہال ہو کر بولیں تو پسند نے سر اثبات میں ہلا دیا تھا۔

''کیوں شاہ دل لے جاؤ گے ہمیں ساتھ۔'' اس نے جانے کیوں بالکل اچانک ہی شاہ دل کو مخاطب کر لیا تھا جو اسی وقت آفس سے تھکا ہارا آیا تھا۔

''ہوں کیوں نہیں بلکہ مجھے خوشی ہو گی۔'' وہ دھیمے سے مسکرایا تھا جانے کیوں حیا کے دل کی یکایک عجیب حالت ہو گئی اسے احد مرتضیٰ کا روڈ اور تنفر بھرا انداز یاد آ گیا تھا کسی طرح دو کوڑی کا کر ڈالا تھا اسے پھر اب کیسے مان لے وہ کہ نہیں وہ صرف اپنے بڑوں کے اطمینان کو سوانگ رچا رہا ہے اس نے سر جھٹکا تھا اور تیزی سے وہاں سے اٹھ کر باہر آ گئی، پلکوں کے نیچے آنسوؤں کا بوجھ بڑھتا جا رہا تھا۔

ہمیں تم سے ہوا ہے پیار ہم کیا کریں
تم ہی بتاؤ ہم کیا کریں
ہمیں تمہیں سے ہوا ہے پیار ہم کیا کریں
آپ سے بھی حسین ہیں آپ کی یہ ادائیں
ہم کس ادا پہ کیوں نہ مریں
ہمیں تم سے ہوا ہے پیار ہم کیا کریں
تم ہی بتاؤ ہم کیا کریں

ریموٹ ہاتھ میں پکڑے وہ سنگر کے ساتھ زیر لب گنگنا رہی تھی، چاند کا اعلان ہو چکا تھا وہ اپنے سامنے رکھی خشک میوہ جات کی پلیٹ سے کاجو چن چن کر کھا رہی تھی جب پسند چہرے پہ معنی خیز سی مسکان لئے چلی آئی۔

''سنو تمہارے وہ آئے ہیں مما کے پاس بیٹھے ہیں۔'' دھپ سے اس کے برابر بیٹھتے ہوئے اس نے آنکھیں مٹکائی تھیں۔

''تو میں کیا کروں۔'' اس نے کڑوا سا منہ بنا لیا اور ریموٹ سے آواز کچھ اور تیز کی۔

''بھئی اب کچھ بے چین لگ رہے ہیں''

CamScanner

شاید تم نظر میں نہیں سمائی نا تب سے جاؤ سلام ہی کر آؤ۔"

"فضول مت بولو میں نہیں جا رہی۔" اس نے ریموٹ پٹخ کر بے رخی سے کہا۔

"ناراض ہو ان سے۔" پسند چونکی تو اسے سنبھلنا پڑا۔

"ناراض کس بات کی بھلا بس یونہی شرم آتی ہے۔" اس نے مصنوعی سے انداز میں کہا اس سے پہلے کہ پسند جواب میں کچھ کہتی پھپھو احد مرتضٰی کے ساتھ وہیں چلی آئیں۔

آف وائیٹ پینٹ کوٹ میں اپنی غضب کی دراز قامت اور مضبوط کسرتی وجود سمیت وہ بے حد اسمارٹ نظر آ رہا تھا اس نے فی الفور نگاہ کا زاویہ بدلا۔

"السلام و علیکم۔" اس نے جیسے مارے بندھے سلام کیا تھا۔

"وعلیکم السلام۔" "کیسی ہو؟ جواب کے ساتھ سوال اور تفصیلی جائزہ لیتی نظر وہ جز بز ہو گئی۔

"اچھی ہوں۔" اس نے نروٹھے پن سے کہنا ضروری سمجھا۔

"صرف اچھی ہم تو جناب کو جیتی جاگتی قیامت بھی مانتے ہیں۔" وہ زیر لب گنگنایا اور عین اس کے برابر نشست سنبھال لی مگر لہجہ احتیاط سرگوشی سے بلند ہرگز نہیں تھا کجا کوئی اور سنے اس کے باوجود وہ خجالت زدہ سی ہو کر سراسیمہ سے انداز میں سامعین کے چہرے دیکھنے لگی۔

"بے فکر رہیں کسی نے نہیں سنا۔" وہ محفوظ سی مسکراہٹ لبوں پہ سجا کر بڑے دل آویز انداز میں گویا ہوا تھا حیا کا ماتھا جل اٹھا وہ ایک جھٹکے سے اٹھی تھی۔

"حیا بیٹے یہ احد تمہیں لینے آیا ہے میں نے تو کہا تھا کل آ جانا مگر......" اس نے جھٹکے سے پلٹ کر دیکھا وہ متوجہ نہیں تھا وہ پاؤں پٹختی ہوئی باہر نکل گئی تھی۔

"آپ کو یہ خوش فہمی کیوں ہے کہ میں آپ کی بات مان لوں گی۔" پسند کی دوست کا عین وقت پہ فون آ گیا تھا سو اس کی میزبانی بھی اسے ہی کرنا پڑی تھی چائے کے لوازمات سے سجی ٹرے اس کے سامنے پٹختے ہوئے وہ پھنکاری تھی۔

"خیال نہیں یقین ہے محترمہ۔" دل جلانے والی مسکراہٹ لبوں پہ سجا کر وہ بہت زعم سے بولا تھا۔

"آپ۔" اس نے دانت کچکچائے۔

"کسی نے کہا کہ تم غصے میں حسین لگتی ہو دیکھو نفس کے سرکش گھوڑے پہ سواری کرنا اتنا سہل بھی نہیں۔"

"پلیز کمزور دل بندہ ہوں۔" اس کی بات تمام تر ذومعنیت سمیت اس کے اندر سنسناہٹ بھر گئی تو ایک پل بھی مزید سامنا دشوار ہوا تھا وہ اگلے ہی لمحے واک آؤٹ کر گئی تھی احد چائے کا کپ اٹھاتے ہوئے زیر لب مسکرایا تھا۔

"پچھلا دروازہ کھولیں میں آگے نہیں بیٹھوں گی۔" مارے بندھے آ تو گئی تھی مگر اڑیل پن عروج پہ تھا۔

"میں نے تم سے شادی اس لئے نہیں کی تھی کہ تم مجھ سے دور رہو اور میں برداشت کر لوں۔" اگلا دروازہ کھول کر اس کی کلائی تھام کر اندر بٹھاتا ہوا وہ بہت رسانیت سمیت کہہ گیا تو حیا احتجاج نہیں کر سکی اس کے اندر معنی خیزی کا احساس تھرتھرایا تھا۔

"جانتا ہوں بہت بدگمان ہو مجھ سے میرا بے مہر روکھا انداز ہرٹ کرتا رہا ہے تمہیں مگر یہ بھی تو سوچوں کہ ایسا کیوں تھا ہر ایکشن کوئی نہ کوئی ری ایکشن ضرور ہوا کرتا ہے۔" گاڑی مین روڈ پہ لا کر اسپیڈ کم کرتے ہوئے وہ اس کے پھولے منہ کو دیکھ کر مسکراتا ہوا گویا ہوا تھا۔

"جو لڑکی پہلی ملاقات میں مجھے یہ بتائے کہ اس کی زندگی میں میری اہمیت ہے مگر اس واسطے کہ وہ مجھ سے نفرت کرتی ہے اس لڑکی کو میں ہار پھول پہنانے سے تو رہا تھا آٹومیٹکلی میرا رویہ اس سے سرد اور تلخ ہونا ہی تھا شروع میں تو خاصا عرصہ یہ بالکل نیچرل تھا مگر بعد میں مجھے یہ اپنانا پڑا، جانتی ہو کیوں۔" اس نے اچانک گاڑی روکی اور تھم کر اسے دیکھا ان روشن نگاہوں کی شوخ سی چمک اسے نظریں چرانے پہ مجبور کر گئی تھی۔

"اس لئے کہ وہ لڑکی پتہ نہیں کب کیسے کس وقت میرے دل پہ اپنا تسلط جما گئی مجھے خبر ہی نہ ہو سکی۔"

"جھوٹ بولتے ہیں آپ حالانکہ سچ تو یہ تھا کہ آپ کا نکاح بھی مجھ سے زبردستی کیا گیا آپ کو اس بات پہ بڑی اماں سے الجھتے جھگڑتے میں نے خود اپنے کانوں سے سنا۔" وہ جو لب بھینچے بیٹھی تھی پھٹ پڑی بے مائیگی کا درد آنکھوں سے آنسو بن کر ٹپکا تھا۔

"اوہ تو رخصتی سے انکار کی وجہ یہ تھی۔" وہ جیسے کسی نتیجے پہ پہنچ کر چونکا۔

"کیوں کروں میں رخصتی جب آپ نے دل سے مجھے قبول ہی نہیں تو۔"

"حیا۔" وہ فی الفور اسے ٹوک گیا تھا۔

"میں نے کہا نا تب مجھے اپنے دل پہ ہونے والی واردات کا علم نہیں تھا اور جب مجھے علم ہوا تو ہتھیار ڈالنے میں دیر نہیں کی اس کا گواہ میرا بدلہ ہوا رویہ ہے۔"

"سراسر غلط محض اپنا مطلب نکالنے کو جھوٹ کا سہارا لے رہے ہیں آپ ورنہ میں بہت اچھی طرح سے جان گئی ہوں آپ کو مارے بندھے کا سودہ ہے یہ جسے آپ محض پاپا کے لحاظ میں نبھا رہے ہیں۔" وہ چٹک کے بولی تھی، وہ لب بھینچے اس کے لال بھبھوکا چہرے کو سوچتی ہوئی نظروں سے دیکھتا رہا پھر گہرا سانس کھینچ کر بولا تھا۔

"اتنی بدگمان کیوں ہو حیا، حالانکہ میں نے وہی کیا جو سچ ہے ٹرسٹ می آئی لو یو ریئلی۔" اس نے اعتبار کا سرا سونپنا چاہا مگر وہ بدگمانی کی انتہاؤں پہ تھی۔

"مت جھوٹ بولیں اگر آپ رخصتی کروانا چاہتے ہیں تو پاپا کو منانا آپ کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے میری حیثیت ہی کیا ہے۔"

"اوہ۔" اس نے ٹھنڈا سانس بھر کے سر سیٹ کی پشت سے ٹکایا۔

"تمہیں یقین دلانے کو مجھے کیا کرنا پڑے گا۔" وہ اب سنجیدہ ہوا تھا۔

"اس کی ضرورت کیا ہے۔" اس نے غصے سے کہا تھا۔

"تمہاری حیثیت بہت خاص ہے حیا چاچو ہی نہیں سب کی یہ خواہش تھی کہ رخصتی ہو جاتی مجھ سمیت مگر تم نہیں چاہتیں تو نہیں ہو گی دیٹ سیک ٹیک اٹ ایزی۔"

اس کی اگلی بات حیا کو ششدر کر گئی تھی وہ ساکت سی اسے دیکھنے لگی۔

"میں ویٹ کروں گا تب تک جب تک تمہارے دل میں موجود بدگمانی ختم نہیں ہو جاتی اور وہ محبت تمہیں بے چین نہیں کر دیتی جو تمہارے دل میں میرے لئے ہے۔" وہ بات کے آخیر میں بہت زعم سے کہہ کر مسکرایا تو حیا نے گڑبڑا کر اسے دیکھا تھا۔

"ک...... کیا مطلب کون سی محبت کیسی محبت۔" اس نے بھرپور درشتگی سمیت استفسار کیا تھا مگر اس پل جانے کیوں وہ اس سے نظریں چار

نہیں کر سکی تھی احد کے چہرے پہ بکھری مسکراہٹ گہری ہو گئی۔

"وہ محبت جو تمہیں مجھ سے ہے اور اس وقت سے ہے جب میرے دل میں تمہارے لئے کوئی جذبہ نہیں جاگا تھا۔" اس نے جواباً میں اعتماد سے کہا تھا، وہ حیا کو عجیب سی خفت و خجالت سے دوچار کر گیا۔

"کیا فضول بات کر رہے ہیں آپ اسے خوش فہمی کیوں یا غلط فہمی، اونہہ میں محبت کروں گی وہ بھی آپ سے منہ دھو رکھیں۔" جل کلس کر وہ بے تکان لڑائی کے انداز میں بولتی چلی گئی وہ بدستور مسکراتا رہا۔

"چلیں نہ کریں اعتراف کیا حرج ہے جہاں ہماری محبت کو جھٹلا دیا اپنی سے منکر ہو جائیں مگر ایک بات کنفرم ہے کہ۔"

بہت مفرد بنتے ہو بہت ایقان ہے خود پر
کبھی تو جان جاؤ گے محبت جیت جاتی ہے
کبھی تو ہار جاؤ گے کہو گے یاد آتی ہے
ہاں تم ایمان لاؤ کے محبت جیت جاتی ہے

جس پر اعتماد لہجے میں جتایا گیا تھا وہ بے اختیار کنفوزسی ہو کر رہ گئی۔

"ویسے اگر یقین آ جائے تو ابھی بتا دینا کچھ بگڑا تھوڑی ہے رخصتی کروالیں گے، وہ کیا گانا ہے۔"

جگ سارا جگ سارا نکھر گیا
پیار ہوا میں بکھر جائے گا

وہ ہنوز اسی موڈ میں تھا حیا نے چہرے کے تاثرات چھپانے کو رخ پھیر لیا، تو احد نے گہرا سانس بھرتے ہوئے کیسٹ پلیئر آن کر دیا تھا۔

میری طرح تم بھی کبھی پیار کر کے دیکھو نا
چاہت کا مجھ کبھی اقرار کر کے دیکھو نا
کتنا مزا ہ کیسا نشہ ہے پیار کر کے دیکھو نا
میری طرح تم بھی کبھی پیار کر کے دیکھو نا

ترغیب دی جا رہی تھی اکسایا جا رہا تھا وہ بھی باقاعدہ اس نے غصے سے اسے گھورا مگر وہاں اثر ہی نہیں تھا وہ ساتھ ساتھ گنگنا رہا تھا جب حیا نے سخت خراب ہوئے موڈ کے ساتھ ہاتھ مار کر پلیئر آف کیا تھا، احد مرتضٰی نے ایک نظر اسے دیکھا اور احتیاط سے موڑ کاٹا۔

"ویسے اگر تم اس لئے رخصتی نہیں چاہ رہیں کہ میں تمہاری اسٹڈی میں مخل ہوں گا تو بخدا میں ہرگز اتنا رومینٹک شوہر ثابت ہونے سے گریز کروں گا کہ تمہیں صبح کالج سے لیٹ کرا دوں۔" اس کی تان پھر وہی ٹوٹی تھی۔

"جب تک رخصتی نہیں ہو جاتی آپ مجھے یونہی زچ کریں گے۔" وہ غصے میں ایک بے انتہا فضول سوال کر چکی تھی اس کے بھرپور قہقہے پہ اسے احساس ہوا تو حواسوں پہ بری طرح سے خفت بھری شرمندگی غالب آئی تھی۔

"ہاں بالکل بلکہ اس سے بھی زیادہ چانسز ہیں سو ابھی سوچ لو۔" انداز میں بے نیازی و شاہانہ پن تھا وہ لب کچلتی رخ پھیرے رہی تھی۔

"سنو آئس کریم کھاؤ گی۔" اس نے بالآخر موضوع بدلا تھا۔

"نو تھینکس۔" انداز بدلحاظی اور نروٹھا پن لئے تھا۔

"چاند رات ہے چلو چوڑیاں ہی پہن لو سہاگ کے نام کی۔" وہ جانے کیوں مستی میں آ رہا تھا۔

"اس قسم کی عنایات کی ضرورت نہیں سیدھی طرح گاڑی چلائیں۔" وہ برہم ہوئی تھی۔

"کیسے توجہ ڈرائیو کی سمت رکھوں یار تم میرا دھیان بٹا رہی ہو تمہیں ساری باتیں آج ہی کرنا ہیں آج تمہیں آخر نیند کیوں نہیں آ رہی۔"

"کیا مطلب ہے آپ کا اس بات سے۔" وہ حیران ہونے کے ساتھ غصہ بھی ہوئی تھی۔

"بھئی نیند میں ہی تم میرے قریب آؤ گی نا ویسے تو......" بات ادھوری چھوڑ کر اس نے جیسی شریر نگاہوں سے اسے دیکھا تھا وہ جیسے بلش ہو کر رہ گئی کتنی دیر کچھ بولنے کے قابل ہو نہیں پائی تھی۔

"ویسے ایک بات سچی بتاؤ حیا اس رات بھی تم سوئیں تھیں یا پھر محض۔"

"حد۔" وہ حلق کے بل چیخی اور بلا دریغ اس کے کاندھے پہ دونوں ہاتھوں سے مکوں کی بارش کر دی غصہ بے بسی اور خفت ایسی کہ آنکھوں میں پانی بھر آیا تھا وہ تو جیسا پتھر اور فولاد سے بنا تھا ان ننھے منے مکوں سے اس کا کیا بگڑنا تھا مگر اس کے تو دل پہ چوٹ پڑی تھی ہاتھوں میں چہرا چھپا کر رو پڑی تھی تب صحیح معنوں میں احد مرتضٰی کے اوسان خطا ہوئے تھے گاڑی روک کر وہ فی الفور اس کی سمت متوجہ ہوا تھا۔

"آئی ایم ساری حیا اٹس اے جوک اونلی جوک پلیز حیا اگر تمہیں برا لگا تو میں ایکسکیوز کر لیتا ہوں یار میں تو تمہیں منا رہا تھا۔" کلائیوں سے اس کے ہاتھ تھام کر چہرے سے ہٹاتے وہ جس قدر لجاجت اور بے چارگی سے بولا تھا حیا نے ہچکی بھرتے ہوئے آنسوؤں سے جل تھل ہوتی آنکھوں سے دیکھا تھا۔

"میری اس غیر شعور حرکت کو آپ کبھی معاف نہیں کر سکتے ہے نا۔" حیا اس کی بھیگی رندھی ہوئی آواز پہ احد کے چہرے سے بے بسی کا اظہار چھلکا۔

"معاف نہیں حیا بھول نہیں سکتا تمہیں پتہ ہے پہلی بار میرے دل نے مجھے وہیں دغا دیا تھا اس شب میں زندگی میں پہلی بار رات بھر نہیں سو سکا تھا اسی خوشنما سر اور ہوش ربا چہرے کو عمر بھر یہاں اپنے کاندھے پہ موجود دیکھنے کی ایک انہونی خواہش جاگ اٹھی تھی اندر کہ میں اپنے ہی دل سے بے بس ہو گیا تھا۔" وہ بہت بے چارگی سمیت اپنی بے بسی کی داستان سنا رہا تھا لہجے کی سنجیدگی و متانت اور آنکھوں کا سچا کھرا رنگ اس کے اندر کے سچ کو اس پہ واضح کر گیا تو اس کے اندر صدیوں کی کسک جیسے اس پل یقین پا کر سرشاری کے پھول کھلا گئی تھی۔

"حیا تمہیں یقین دلانے کو مجھے کیا کرنا پڑے گا کہ تم میرے نزدیک بہت خاص ہو بہت اہم۔" وہ بہت بے بس سا ہو کر بولا تھا۔

"کچھ نہیں محض پاپا کو رخصتی کا عندیہ دینا پڑے گا۔" وہ ہونٹ سکوڑ کر بولی تو ایک پل کو وہ ہونق ہوا تھا پھر بے اختیار چیخا۔

"کیا رخصتی یعنی تمہاری رخصتی مجھ سے ریئلی۔" وہ خوشی سے بے قابو ہوتا جانے کیا کچھ کہہ رہا تھا مگر حیا کا اب اس کی سمت نہیں تھا وہ دل ہی دل میں خدا کی مشکور ہو چلی تھی اور سوچ رہی تھی آج عشا کی نماز کے بعد اسے شکرانے کے نفل ضرور پڑھنے چاہئیں۔

کہ رب کائنات نے اسے وہ انوکھی خوشی دے ڈالی تھی جس کی اس نے توقع چھوڑ رکھی تھی کہ وہ کبھی اس کا بھی ہو سکتا ہے احد مرتضٰی کا دل و جان سے اسے چاہنا ہی تو خواہش تھی اس کی اب اسے اس بات کی بھی پرواہ نہیں تھی کہ وہ شادی کے بعد اس کی اسٹڈی میں کتنا مخل ہوتا ہے اور اپنے رومینٹک موڈ کی وجہ سے اسے کالج سے کتنا لیٹ کرواتا ہے، احد مرتضٰی سیٹی پہ کوئی شوخ دھن بجاتا گا ہے بھگا ہے اس کے چہرے پہ پھیلے اطمینان کو دیکھ رہا تھا اور گاڑی ہر گزرتے لمحے کے ساتھ گھر سے قریب ہوتی جا رہی تھی جہاں اس کے اپنے اس کے بے تابی سے منتظر تھے یہ عید اپنے سنگ اس کے لئے کتنی انوکھی اور دل ربا خوشیاں سمیت لائی تھی۔

☆☆☆

CS CamScanner